سی پیک

’ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ‘

نعمان حجازی

ادارۂ حطّین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سی پیک...

'ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ'

نعمان حجازی

ادارۂ حطین

فہرست

پیش لفظ **1**

تعارف **2**

بیلٹ اینڈ روڈ حکمت عملی (BELT & ROAD INITIATIVE)................................2

بحری شاہراہ ریشم (Maritime Silk Road)..2

شاہراہ ریشم کی اقتصادی پٹی (Silk Road Economic Belt) 3

1. شمالی اقتصادی پٹی 3

2. وسطی اقتصادی پٹی...4

3. جنوبی اقتصادی پٹی 4

چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) 7

گوادر شہر اور بندرگاہ 7

شاہراہیں 8

ریلوے 9

توانائی...10

زراعت... 11

صنعت..12

سیاحت و تفریح 13

مواصلات کا نظام...14

سرویلنس کا نظام 15

سی پیک کے اثرات.. 16

چین پر اثرات..16

معاشی اثرات..16

سیاسی و عسکری اثرات..17

مشرقی ترکستان کے مسئلے پر اثرات..18

پاکستان پر اثرات..19

معاشی اثرات..19

1. زراعت..19

2. صنعت..21

3. توانائی..23

4. سیکیورٹی اخراجات..25

5. نوکریاں..26

6. ٹیکس آمدن..27

7. قرضے..28

8. شاہراہیں اور ریلوے..30

معاشرتی اثرات..31

سیاسی اثرات..32

اختتامیہ.. 35

پیش لفظ

پاکستان میں پچھلے چند سال سے چین پاکستان اقتصادی راہداری یا سی پیک کا بہت چرچا ہے۔ حکومت، فوج اور میڈیا اسے پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کا ضامن قرار دے رہے ہیں۔ ہر طرف پاکستان اور چین کی "سمندروں سے گہری اور ہمالیہ سے اونچی" دوستی کے چرچے ہیں۔ جو کوئی بھی اس منصوبے پر انگلی اٹھانے کی کوشش کرتا ہے تو اسے غدار، حاسد، انڈیا کا ایجنٹ، امریکہ کا پٹھو وغیرہ وغیرہ کے القابات سے نوازا جاتا ہے۔ سی پیک اور پاکستان چین دوستی کے نعرے قومی ترانے کی طرح لگنے لگے ہیں اور اس کے خلاف بات کرنا بھی جرم بنتا جارہا ہے۔

لیکن دوسری طرف اس منصوبے کی جزئیات اور تفصیلات کو بھی خفیہ رکھا جارہا ہے اور معاہدوں کی تفصیلات کو عوام کے سامنے نہیں لایا جارہا۔ ۲۰۱۵ء میں جب سے اس منصوبے کا باقاعدہ آغاز ہوا، تب سے اس منصوبے سے متعلق تفصیل ٹکڑوں میں سامنے آرہی ہے۔ ڈان اخبار کی طرف سے سی پیک کے طویل المدتی منصوبے کے کچھ حصوں کو نشر کیے جانے کے بعد پہلی بار اس منصوبے کی تفصیلات پر کچھ روشنی پڑی۔ اور اس کے بعد پہلی بار صحیح معنوں میں اس منصوبے پر مختلف طبقات کی طرف سے سوالات بھی اٹھنا شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ دانشور طبقے اور مقتدر حلقوں سے بھی یہ آوازیں آنے لگیں کہ اس معاہدے سے تو ایک نئی "ایسٹ انڈیا کمپنی" ابھرتی نظر آرہی ہے۔ اگرچہ چین نے سرکاری سطح پر اس خدشے کی تردید کی ہے[1]، لیکن اس کے ثبوت کے طور پر پھر بھی معاہدے کی تفصیلات کو سامنے نہیں لایا گیا۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ منصوبہ ملکی ترقی میں اتنا ہی اہم ہے تو پھر اس کی تفصیلات کو خفیہ کیوں رکھا جارہا ہے؟ ظاہر ہے جو منصوبہ ملک کی تقدیر بدل سکتا ہے اس کی تفصیلات کو ثبوت کے طور پر عوام کے سامنے لایا جانا چاہئے تاکہ عوام کے ذہنوں سے شکوک وشبہات دور ہوں۔

حکومت کی طرف سے تو ابھی تک پالیسی اس منصوبے کی جزئیات کو خفیہ رکھنے ہی کی ہے[2]، لیکن جو کچھ اب تک سامنے آچکا ہے اسی کا تجزیہ کرتے ہوئے ہم یہاں یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ کیا واقعی یہ منصوبہ ملکی ترقی وخوشحالی کا باعث ہوگا یا ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح معاشی ترقی اور خوشحالی کے جھانسے میں ایک اور استعماری طاقت ہم پر مسلط ہونے جارہی ہے۔

---

[1] China: CPEC project won't lead to new colonialism in Pakistan, Pakistan Today, Jun. 13, 2017

[2] Overselling CPEC, DAWN, May 12, 2017

تعارف

بیلٹ اینڈ روڈ حکمت عملی (Belt & Road Initiative)

سی پیک چین کی خارجہ پالیسی سے متعلق وسیع تر اور طویل المدتی بیلٹ اینڈ روڈ (Belt & Road) حکمت عملی کا حصہ ہے۔ چین کی طرف سے ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۳ء میں اعلان کی گئی اس حکمت عملی کا مقصد عالمی معاملات میں اپنی شرکت کو بڑھانا اور اپنی اقتصاد کو وسعت دینا ہے[3] اور اس کا پھیلاؤ یورپ، ایشیا اور افریقہ کے ساٹھ سے زیادہ ممالک تک ہے۔ یہ حکمت عملی چونکہ کسی منظم منصوبے کی شکل میں نہیں ہے اس لئے اس میں کون کون سے ممالک شامل ہوں گے، کون کون سے منصوبے اس میں شامل ہوں گے اور کل کتنی مالیت کی سرمایہ کاری کی جائے گی ان میں سے کوئی بھی چیز حتمی نہیں۔ لیکن ایک اندازے کے مطابق اس حکمت عملی کے تحت غیر معینہ مدت تک کی جانے والی سرمایہ کاری چالیس کھرب سے اسّی کھرب ڈالر تک متوقع ہے[4]۔

سی پیک کی طرح اس پوری حکمت عملی سے متعلق بہت زیادہ ابہام پایا جاتا ہے کیونکہ ابھی تک چین اس کی جزئیات کو خفیہ ہی رکھ رہا ہے۔ ۲۰۱۳ء میں جب اس حکمت عملی کا اعلان ہوا تو اس کے دو بنیادی اجزاء کا اعلان کیا گیا:

1. بحری شاہراہ ریشم (Maritime Silk Road)
2. شاہراہ ریشم کی اقتصادی پٹی (Silk Road Economic Belt)

بحری شاہراہ ریشم (Maritime Silk Road)

بحری شاہراہ ریشم کا اعلان اکتوبر ۲۰۱۳ء میں چینی صدر کے انڈونیشیا کی پارلیمنٹ میں خطاب کے دوران کیا گیا[5]۔ بحری شاہراہ ریشم کا مقصد، بحیرہ جنوبی چین، جنوبی بحر الکاہل اور بحر ہند کے بحری راستوں کو استعمال کرتے ہوئے، جنوب مشرقی ایشیائی ممالک، بحر اوقیانوس کے ممالک اور مشرقی و شمالی افریقہ کے ممالک میں سرمایہ کاری اور تعاون کو بڑھانا

[3] One Belt, One Road, Caixin Online, Dec. 10, 2014

[4] Our bulldozers, our rules, The Economist, Jul. 2, 2016

[5] Xi in call for building of new 'maritime silk road', China Daily, Oct. 4, 2013

ہے[6]۔ مشرقی افریقہ کے ممالک کو بحری شاہراہ ریشم کا حصہ بنانے کے لئے کینیا میں ممباسا جبکہ تنزانیہ میں زنجیبار کی بندرگاہوں پر چین سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ممباسا سے نیروبی تک اور نیروبی سے یوگنڈا کے شہر کمپالا تک ریلوے لائن بچھانے کے منصوبے پر بھی چین عملدرآمد کر رہا ہے[7]۔

شاہراہ ریشم کی اقتصادی پٹی (Silk Road Economic Belt)

شاہراہ ریشم کی اقتصادی پٹی میں وسطی ایشیا، مغربی ایشیا، مشرقِ وسطیٰ اور یورپ کے وہ ممالک شامل ہیں جو اصل شاہراہ ریشم کے ساتھ واقع ہیں۔ اس پٹی کے قیام کا مقصد تجارت کے پھیلاؤ، انفراسٹرکچر کی تعمیر اور ثقافتی ہم آہنگی کے فروغ کے ذریعے سے ایک مشترکہ اقتصادی خطے کا قیام بتایا جاتا ہے۔ اس اقتصادی پٹی میں تاریخی شاہراہ ریشم سے متصل ممالک کے علاوہ جنوبی ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک کو بھی شامل کیا گیا ہے[8]۔ اس پٹی میں شامل زیادہ تر ممالک چین کے ایشین انفراسٹرکچر انوسٹمنٹ بینک (Asian Infrastructure Investment Bank) کے ممبر ہیں[9]۔ یہ اقتصادی پٹی دراصل تین اقتصادی پٹیوں پر مشتمل ہے:

1. شمالی اقتصادی پٹی
2. وسطی اقتصادی پٹی
3. جنوبی اقتصادی پٹی

1. شمالی اقتصادی پٹی

شمالی اقتصادی پٹی مشرقی ایشیا (منگولیا)، وسطی ایشیا (قازقستان) اور روس سے گزرتی ہوئی شمالی یورپ کے ذریعے بحیرہ بالٹک تک جبکہ مشرقی یورپ کے ذریعے بحیرہ شمال تک جاتی ہے۔ یہ اقتصادی پٹی دو راہداریوں پر مشتمل ہے۔

1. چین، منگولیہ، روس راہداری (China-Mangolia-Russia Corridor)
2. نیو یوریشین لینڈ برج (New Eurasian Land Bridge)

[6] Building the 21st Century Maritime Silk Road, China Institute of International Studies, Sep. 15, 2014

[7] China to Contribute $40 Billion to Silk Road Fund, Jeremy Page, Wall Street Journal, Nov. 8, 2014

[8] SilkRoadEconomicBelt.com

[9] The Asian Infrastructure Investment Bank: Multilateralism on the Silk Road, China Economic Journal, Apr. 4, 2016

چین منگولیہ، روس کی راہداری شمالی چین کو منگولیہ کے ذریعے مشرقی روس سے ملاتی ہے۔ جبکہ ”نیو یوریشین لینڈ برج“ (New Eurasian Land Bridge) چین سے وسطی یورپ تک گیارہ ہزار آٹھ سو ستر (۱۱،۸۷۰) کلومیٹر لمبی ریلوے لائن کا منصوبہ ہے[10]۔

2. وسطی اقتصادی پٹی

وسطی اقتصادی پٹی، وسط ایشیا اور مغربی ایشیا (مصر کے علاوہ تمام مشرقِ وسطیٰ) اور یورپ کے ذریعے سے بحیرہ روم اور بحر اوقیانوس تک جاتی ہے۔ اس اقتصادی پٹی کو آغاز میں اس سے منسلک ممالک میں علیحدگی پسند تحریکوں اور پیچیدہ مذہبی مسائل کی وجہ سے حکمت عملی سے خارج کر دیا گیا[11]۔ لیکن ازبکستان میں سکیورٹی صورتحال میں بہتری نیز ترکی کی طرف سے سکیورٹی کی یقین دہانی اور عملی اقدامات کرنے کے بعد اس اقتصادی پٹی کو دوبارہ حکمت عملی میں شمار کر دیا گیا ہے۔

3. جنوبی اقتصادی پٹی

جنوبی پٹی چین سے جنوب مشرقی ایشیا اور جنوبی ایشیا سے ہوتی ہوئی بحر عرب تک جاتی ہے۔ اس اقتصادی پٹی میں تین راہداریاں شامل ہیں:

1. نیننگ، سنگاپور اقتصادی راہداری (Nanning-Singapore Economic Corridor)
2. بنگلہ دیش، چین، انڈیا، میانمار اقتصادی راہداری (BCIM-EC)
3. چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC)

یہ راہداریاں شاہراہ ریشم کی اقتصادی پٹی کو بحری شاہراہ ریشم کے ساتھ بھی جوڑتی ہیں۔

نیننگ، سنگاپور اقتصادی راہداری (Nanning-Singapore Economic Corridor)

یہ راہداری جنوبی چین کو ویتنام، لاؤس، کمبوڈیا، تھائی لینڈ، ملیشیا اور سنگاپور کے ساتھ جوڑتی ہے۔ اس راہداری کا اعلان ۲۰۱۰ء میں ہوا۔[12] اس راہداری میں نیننگ سے سنگاپور تک پانچ ہزار کلومیٹر طویل تیز رفتار ریلوے کا منصوبہ بھی

[10] SilkRoadEconomicBelt.com

[11] Silk Road Economic Belt, An Initiative by China, DOOK International, Jan. 8, 2016

[12] Xinhua Insight: New momentum over China-Singapore economic corridor, Shanghai Daily

شامل ہے۔[13]

بنگلہ دیش، چین، انڈیا، میانمار اقتصادی راہداری(BCIM-EC)

بی سی آئی ایم اقتصادی راہداری کا اعلان دسمبر ۲۰۱۳ء میں کیا گیا۔ یہ راہداری جنوبی چین کے صوبے ینان کے شہر کن منگ کو انڈیا کی ریاست مغربی بنگال کے شہر کلکتہ سے جوڑے گی۔ یہ راہداری میانمار میں منڈالے، بنگلہ دیش میں چٹاگانگ اور ڈھاکہ جبکہ انڈیا میں ریاست بہار سے گزرتی ہوئی کلکتہ کی بندرگاہ تک پہنچے گی[14]۔ یہ راہداری تقریباً دس لاکھ پینسٹھ ہزار مربع کلومیٹر کے علاقے کا احاطہ کرے گی[15]۔ لیکن اس راہداری کا مکمل منصوبہ ابھی تک مذاکرات کے مرحلے تک ہی ہے کیونکہ انڈیا اس راہداری کا حصہ بننے سے ہچکچا رہا ہے۔ انڈیا اگر اس راہداری سے علیحدہ ہو بھی جائے تو بھی چین کے پاس متبادل موجود ہے۔ چین نے میانمار میں مسلم اکثریتی ریاست اراکان کی سٹوے بندرگاہ پر سرمایہ کاری کی ہے اور سٹوے سے چینی صوبے ینان تک دو ہزار تین سو اسی کلومیٹر لمبی تیل پائپ لائن ۲۰۰۰ء کی دہائی کے نصف میں مکمل کر لی تھی[16]۔ اس کے علاوہ چین نے ریاست اراکان کے ساحلی علاقے تیاکفو میں بھی گہرے پانی کی بندرگاہ تعمیر کی ہے[17]۔ چین ریاست اراکان کے قدرتی وسائل کو ایک دہائی سے زیادہ عرصہ سے میانمار حکومت سے مختلف معاہدوں کے تحت اپنے استعمال میں لا رہا ہے[18]۔

میانمار کے علاوہ بنگلہ دیش میں چٹاگانگ کی بندرگاہ بھی چین کے متبادل منصوبوں میں شامل ہے۔ چین اور بنگلہ دیش کے درمیان اپریل ۲۰۰۵ء میں بہت سے معاہدے طے پائے جس میں چین کے شہر کنمنگ سے چٹاگانگ کی بندرگاہ تک براستہ میانمار سڑک تعمیر کرنے کا منصوبہ بھی شامل ہے[19]۔

---

[13] Nanning-Singapore Economic Corridor, Beijing Review, Nov. 24, 2010

[14] BCIM-EC: A Giant Step towards Integration, IPCS, Nov. 12, 2013

[15] BCIM Economic Corridor Builds Steam, Dezan Shira, Asia Briefing, Oct. 2013

[16] Sino-Myanmar Relations: Analysis and Prospects by Lixin Geng, The Culture Mandala, Vol. 7, no. Dec. 2, 2006

[17] India and China compete for Burma's resources, World Politics Review, Aug. 21, 2006

[18] Chinese dilemma over Burma, BBC, Sep. 25, 2007

[19] Changing Dynamics of Sino-Bangladesh Relations, Anand Kumar, South Asia Analysis Group, Apr. 21, 2005

بحر اوقیانوس
فنلینڈ
روس
بحیرہ بالٹک
ماسکو
بحیرہ شمال
نیدرلینڈ
برطانیہ
جرمنی
پولینڈ
بیلارس
بیلجیم
فرانس
آسٹریا
ہنگری
قازقستان
منگولیا
اٹلی
بلغاریہ
یونان
ترکی
ازبکستان
کرغزستان
ترکمانستان
ارومچی
کاشغر
بیجنگ
تائنجن
چین
ایران
بحیرہ روم
پاکستان
کویت
خلیج فارس
آبنائے ہرمز
گوادر
سعودی عرب
مصر
قطر
یواےای
عمان
انڈیا
بنگلہ دیش
کنمنگ
شنگھائی
بحر الکاہل
بحیرہ جنوبی چین
ننینگ
ہانگ کانگ
کلکتہ
میانمار
لاؤس
تھائی لینڈ
ویتنام
فلپائن
سوڈان
بحیرہ عرب
خلیج بنگال
جبوتی
ملائشیا
سنگاپور
آبنائے ملاکہ
انڈونیشیا
بحر ہند
کینیا
تنزانیہ
بحری شاہراہ ریشم
شمالی اقتصادی پٹی
وسطی اقتصادی پٹی
جنوبی اقتصادی پٹی
چین
شاہراہ ریشم کی اقتصادی پٹی سے منسلک ممالک
بحری شاہراہ ریشم سے منسلک ممالک

چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC)

چین پاکستان اقتصادی راہداری یا 'سی پیک' کو چین کی بیلٹ اینڈ روڈ حکمت عملی میں کلیدی حیثیت حاصل ہے اور یہ بحری شاہراہ ریشم اور شاہراہ ریشم کی اقتصادی پٹی کے درمیان رابطے میں بھی مرکزی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ راہداری متعدد منصوبوں کے مجموعے کا نام ہے جس کی مالیت آغاز میں ۴۶ ارب ڈالر تھی جو کہ اب بڑھ کر ۶۲ ارب ڈالر ہو چکی ہے[20]۔ اس راہداری کا مقصد کاشغر اور گوادر کے درمیان کے راستے پر تجارت کا فروغ بتایا جاتا ہے۔ ۳۷ ارب ڈالر کی رقم توانائی کے شعبے کے لئے مختص کی گئی ہے جبکہ ۱۶ ارب ڈالر کی رقم شاہراہوں سمیت دیگر انفراسٹرکچر کے منصوبوں، گوادر کی ترقی اور صنعتی زونز کے لئے مختص ہے[21]۔

سی پیک سے متعلق عمومی فہم فقط توانائی کے منصوبے، گوادر پورٹ اور کاشغر سے گوادر تک شاہراہوں کی تعمیر تک رہا ہے لیکن سی پیک کے طویل المدتی منصوبے کا پاکستانی معیشت کے ہر حصے تک بہت وسیع اور گہرا نفوذ ہے۔ یہاں اس منصوبے کے مختلف پہلوؤں کو اختصار سے بیان کیا جارہا ہے۔

گوادر شہر اور بندرگاہ

گوادر کو سی پیک کے منصوبے میں مرکزی حیثیت حاصل ہے کیونکہ اس کا چین کی بحری شاہراہ ریشم کے منصوبے میں بھی بہت اہم کردار ہے۔ سی پیک کے منصوبے پر باقاعدہ آغاز سے لے کر اب تک گوادر کی بندرگاہ کے ارد گرد ایک ارب ڈالر کے منصوبے یا مکمل ہو چکے ہیں یا تکمیل کے مراحل میں ہیں۔ گوادر سے متعلق وہ منصوبے جن پر کام جاری ہے یا جو مستقبل کے لئے طے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

- گوادر بندرگاہ کی ترقی اور وسعت[22]
- گوادر میں دو ہزار دو سو بیاسی (۲۲۸۲) ایکڑ کے رقبے پر مشتمل فری ٹریڈ زون کی تعمیر[23]

---

[20] CPEC Investment Pushed from $55b to $62b, Salman Siddiqui, The Express Tribune, Apr. 14, 2017

[21] China-Pakistan Economic Corridor, Wikipedia English

[22] Industrial potential: Deep sea port in Gwadar would turn things around, The Express Tribune, 17 Mar 2016

[23] Groundwork laid for China-Pakistan FTZ, Li, Yan, ECNS. Nov. 17 2015

- مائع قدرتی گیس (LNG) کا پلانٹ جسے بعد میں ایران گیس پائپ لائن منصوبے کا حصہ بنا دیا جائے گا[24]
- گوادر شہر میں ۲۳ کروڑ ڈالر کی مالیت کا بین الاقوامی ائرپورٹ[25]
- سمندری پانی کو پینے کے قابل بنانے کا پلانٹ
- تین سو بستروں پر مشتمل ہسپتال
- کوئلے سے بجلی پیدا کرنے والا ۳۰۰ میگاواٹ کا پاور پلانٹ
- ۱۹ کلومیٹر لمبی ایکسپریس وے جو گوادر کی بندرگاہ کو مکران کوسٹل ہائی وے سے جوڑے گی[26]۔

شاہراہیں

شاہراہوں کی تعمیر اور ترقی کے لئے سی پیک کے تحت دس ارب ۶۳ کروڑ ڈالر کے قرضے پاکستان کو دیے جا رہے ہیں۔ سی پیک کے منصوبے میں مال و رسد کی نقل و حمل کے لئے تین گزر گاہوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ مشرقی گزر گاہ جو پنجاب اور سندھ سے گزرتی ہے۔ مغربی گزر گاہ جو خیبر پختونخواہ اور بلوچستان سے گزرتی ہے۔ یہ دونوں گزر گاہیں پہلے سے موجود ہیں جبکہ تیسری وسطی گزر گاہ ہے جو مستقبل کے لئے طے ہے۔ یہ گزر گاہ خیبر پختونخواہ، پنجاب اور بلوچستان سے گزرے گی۔

اس کے علاوہ منصوبے میں شاہراہ قراقرم کی دوبارہ تعمیر و ترقی بھی شامل ہے۔ آٹھ سو ستاسی (۸۸۷) کلومیٹر لمبی یہ شاہراہ چین کے بارڈر سے لے کر حسن ابدال کے نزدیک برہان کے مقام تک ہے جہاں سے مشرقی اور مغربی گزر گاہیں نکلتی ہیں۔

مشرقی گزر گاہ برہان سے اسلام آباد، لاہور، ملتان، سکھر، حیدرآباد سے کراچی پہنچتی ہے جہاں سے مکران کوسٹل ہائی وے سے ہوتی ہوئی گوادر پہنچتی ہے۔ جبکہ مغربی گزر گاہ حسن ابدال سے اٹک، میانوالی، ڈیرہ اسماعیل خان، قلعہ سیف اللہ، کوئٹہ، قلات، پنجگور اور تربت سے ہوتی ہوئی گوادر پہنچتی ہے[27]۔ ابتدائی طور پر

---

[24] Gwadar-Nawabshah LNG project part of CPEC, The Nation, 28 Mar 2016

[25] China to build Pakistan's largest airport at Gwadar, Daily Times, Nov. 12, 2015

[26] China kick-starts Pakistan's Gwadar East Bay Expressway, World Highway, 9 Sep. 2015

[27] PM Inaugurates Western Alignment of CPEC, Daily Frontier Star, 31 Dec. 2015

اسی مغربی گزر گاہ کو سی پیک کی مرکزی گزر گاہ کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ وسطی گزر گاہ ڈیرہ اسماعیل خان سے مغربی گزر گاہ سے علیحدہ ہو گی اور مظفر گڑھ، لیہ، راجن پور، سکھر، خضدار سے ہوتی ہوئی گوادر پہنچے گی[28]۔

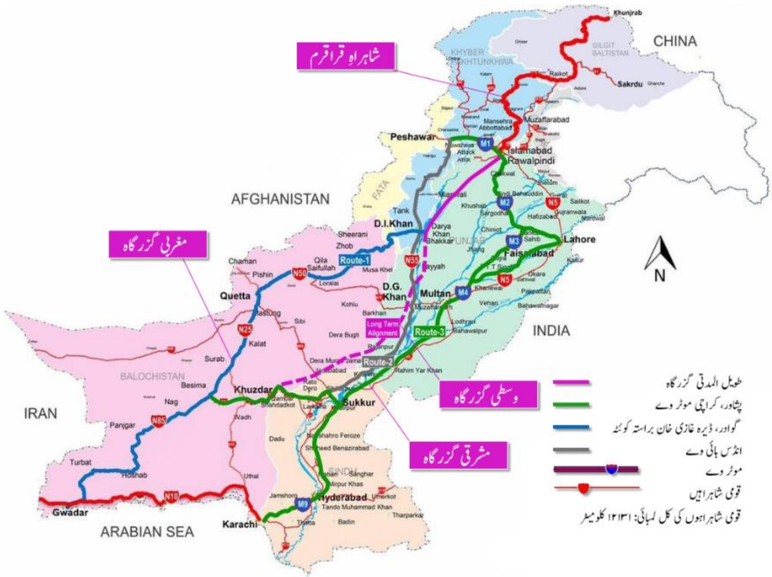

ریلوے

سی پیک کے تحت پاکستان کے دو بڑے ریلوے ٹریک، کراچی سے پشاور کے ٹریک اور کوٹری سے براستہ لاڑکانہ، اور ڈیرہ غازی خان، اٹک تک کے ٹریک کی مرمت اور ترقی[29]، جبکہ کوئٹہ سے ڈیرہ اسماعیل خان کے نئے ٹریک کی تعمیر شامل ہے[30]۔

اس کے علاوہ ایک ارب ساٹھ کروڑ ڈالر کی مالیت کا لاہور میٹرو کا اورینج لائن منصوبہ بھی سی پیک میں شامل

---

[28] Overcoming Challenges to CPEC, Spearhead Research, May 27, 2015

[29] Railway tracks to be built, upgraded as part of CPEC project: report". Dawn. 21 Dec. 2015

[30] New railway tracks planned under CPEC, Dawn, 20 Dec. 2015

ہے[31]۔

طویل المدتی منصوبوں میں ۱۲ ارب ڈالر کی مالیت پر مشتمل حویلیاں شہر سے چین کے بارڈر تک چھے سو بیاسی کلومیٹر لمبی خنجراب ریلوے لائن کا منصوبہ بھی شامل ہے جو ممکنہ طور پر ۲۰۳۰ء تک مکمل ہو گا[32]۔

توانائی

سی پیک کے منصوبے میں سب سے زیادہ توجہ توانائی پیدا کرنے کے منصوبوں کو دی گئی ہے۔ تقریباً ۳۷ ارب ڈالر کی مالیت کی سرمایہ کاری کو اس شعبے کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ اس سرمایہ کاری کے تحت بجلی پیدا کرنے کے نجی ادارے پاور پلانٹ لگائیں گے۔ جبکہ حکومتِ پاکستان ان کمپنیوں سے طے شدہ نرخوں پر بجلی خریدنے کی پابند ہو گی[33]۔

سی پیک معاہدے میں درج ذیل توانائی کے منصوبے شامل ہیں۔

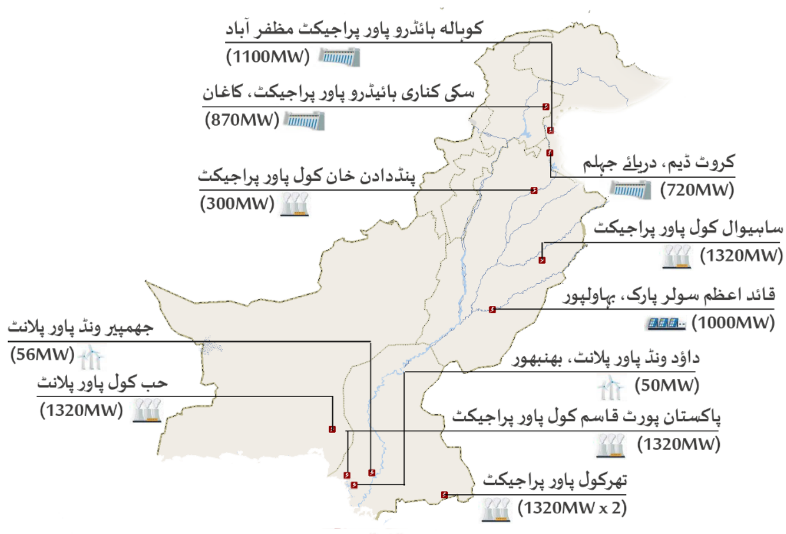

---

[31] Orange Line part of CPEC, LHC heard, The Nation, 22 Jan. 2016

[32] New railway tracks planned under CPEC, Dawn, 20 Dec. 2015

[33] 1st Phase of CPEC to bring $35bn investment in energy: Ahsan Iqbal, Business Recorder, Apr. 17 2015

نام	توانائی کا ذریعہ	گنجائش	مالیت
قائد اعظم سولر پارک بہاولپور	شمسی توانائی	۱۰۰۰ میگاواٹ	ایک ارب ۳۳ کروڑ
جھم پیر ونڈ پاور پلانٹ ٹھٹھہ	ہوا	۵۶ میگاواٹ	۱۴ کروڑ ۳۰ لاکھ ڈالر
داؤد ونڈ پاور پلانٹ بھنبھور	ہوا	۵۰ میگاواٹ	۱۱ کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر
سکی کناری ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کاغان	پن بجلی	۸۷۰ میگاواٹ	ایک ارب ۸۰ کروڑ ڈالر
کروٹ ڈیم دریائے جہلم	پن بجلی	۷۲۰ میگاواٹ	ایک ارب ۶۰ کروڑ ڈالر
کوہالہ ہائیڈرو پاور پراجیکٹ مظفر آباد	پن بجلی	۱۱۰۰ میگاواٹ	۲ ارب ۴۰ کروڑ ڈالر
تھر کول مائن اینڈ پاور پراجیکٹ	کوئلہ	۲۶۴۰ میگاواٹ	۱ ارب ۹۵ کروڑ ڈالر[34]
پاکستان پورٹ قاسم پاور پراجیکٹ	کوئلہ	۱۳۲۰ میگاواٹ	۲ ارب ۸ کروڑ ڈالر
ساہیوال کول پاور پراجیکٹ	کوئلہ	۱۳۲۰ میگاواٹ	ایک ارب ۸۰ کروڑ ڈالر
پنڈ دادن خان کول پاور پلانٹ	کوئلہ	۳۰۰ میگاواٹ	۵۸ کروڑ ۹۰ لاکھ ڈالر
حب کول پاور پلانٹ	کوئلہ	۱۳۲۰ میگاواٹ	۲ ارب ڈالر

زراعت

سی پیک کے طویل المدتی منصوبے میں زراعت کے شعبے پر بہت توجہ دی گئی ہے۔ اس منصوبے کے تحت چینی کمپنیاں پاکستان میں، بیج، کھاد، زرعی قرضے، کیڑے مار ادویات اور کسانوں کو کرائے پر ٹریکٹر اور زرعی مشینری بھی فراہم کریں گی[35]۔ اس کے علاوہ چینی کمپنیاں بڑے رقبے پر اپنے زرعی فارم بھی لگائیں گی، زرعی اجناس کے لئے بڑے گودام بنائیں گی اور زرعی اجناس کی نقل و حمل کے لئے ٹرانسپورٹیشن کا نظام بھی بنائیں

[34] تھر کول پاور پراجیکٹ میں دو علیحدہ منصوبے شامل ہیں۔ تھر ون جس میں ۳۳۰ میگاواٹ کے چار پلانٹ شامل ہیں۔ تھر ٹو، جس میں ۶۶۰ میگاواٹ کے ۲ پلانٹ شامل ہیں۔ مذکورہ مالیت تھر ٹو منصوبے کے پہلے فیز کی ہے، جس سے ۶۶۰ میگاواٹ بجلی حاصل ہو گی۔

[35] CPEC to introduce technology in agriculture, The Express Tribune, May 09 2015

گی۔ زرعی اجناس کی نقل و حمل کے نظام کے پہلے مرحلے میں اسلام آباد اور گوادر میں ایک ایک بڑا گودام بنایا جائے گا۔ جبکہ دوسرے مرحلے میں کراچی اور لاہور میں ایک ایک بڑا گودام جبکہ گوادر میں دوسرا بڑا گودام بنایا جائے گا۔ اسی طرح تیسرے مرحلے میں کراچی اور لاہور میں ایک ایک اور بڑا گودام بنایا جائے گا جبکہ پشاور میں بھی ایک بڑا گودام بنایا جائے گا۔

اس کے علاوہ زراعت کے شعبے میں درج ذیل منصوبے شامل ہیں:

- چینی کمپنیاں اپنے نمائشی منصوبوں کے لئے ابتدائی طور پر چھے ہزار پانچ سو ایکڑ زرعی زمین حاصل کریں گی جس میں چینی آب پاشی کے نظام اور زیادہ پیداوار کے بیجوں کے استعمال کی نمائش کی جائے گی۔ اس کے بعد دیگر جگہوں پر بھی نمائشی منصوبوں کے لئے مزید زرعی زمینیں بھی چینی کمپنیاں حاصل کریں گی۔
- ابتداء میں چین پاکستان میں ایک کھاد بنانے کی فیکٹری بنائے گا جو کہ سالانہ ۸ لاکھ ٹن کھاد تیار کرے گی۔
- سکھر میں ایک گوشت کی پروسیسنگ کا پلانٹ سالانہ دو لاکھ ٹن گوشت فراہم کرے گا۔
- سکھر میں ہی دو نمائشی دودھ کے پلانٹ سالانہ دو لاکھ ٹن دودھ فراہم کریں گے۔
- اسد آباد، اسلام آباد، لاہور اور گوادر میں سبزیوں کی پروسیسنگ کے پلانٹ سالانہ بیس ہزار ٹن پیداوار دیں گے۔
- پھلوں کے جوس اور جام بنانے کے پلانٹ سالانہ دس ہزار ٹن پیداوار دیں گے۔
- اناج کے لئے پلانٹ سالانہ دس لاکھ ٹن پیداوار دیں گے۔
- کپاس کی پروسسنگ کا ایک پلانٹ سالانہ ایک لاکھ ٹن پیداوار دے گا[36]۔

صنعت

صنعتی اعتبار سے پاکستان کو تین خطوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1. **مغربی اور شمال مغربی خطہ:** اس میں بلوچستان اور خیبر پختونخواہ کے علاقے آتے ہیں۔ یہ علاقے معدنیات

[36] Exclusive: CPEC master plan revealed, Dawn, May 15th 2016

نکالنے کے لئے منتخب کیے گئے ہیں۔ ان میں بڑا معدنیاتی منصوبہ سنگ مرمر کا ہے۔ چین پہلے ہی پاکستان سے تیار سنگ مرمر کا سب سے بڑا خریدار ہے اور پاکستان سے ۸۰ ہزار ٹن سالانہ سنگ مرمر خریدتا ہے۔ اس منصوبے کے مطابق شمال میں گلگت اور کوہستان میں جبکہ جنوب میں خضدار میں ۱۲ سنگ مرمر اور گرینائٹ کے پلانٹ لگائے جائیں گے۔

2. **وسطی خطہ:** اس میں پنجاب اور سندھ کے علاقے آتے ہیں۔ اس حصے کو ٹیکسٹائل، گھریلو مصنوعات اور سیمنٹ کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ سیمنٹ کے ذخائر کے لئے چار جگہیں منتخب کی گئی ہیں۔ داؤد خیل، خوشاب، عیسیٰ خیل اور میانوالی۔
3. **جنوبی خطہ:** اس میں کراچی اور گوادر شامل ہیں۔ کراچی اور اس کی بندرگاہ کو پٹرولیم مصنوعات، لوہا، سٹیل، انجینئرنگ مشینری اور آٹو پارٹس کی صنعتوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے جبکہ گوادر کو لوہا، سٹیل اور پیٹرولیم مصنوعات کے لئے مخصوص کیا گیا ہے[37]۔

سیاحت و تفریح

سی پیک معاہدے میں ایک ساحلی سیاحتی صنعت کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ جو کہ ایک لمبی ساحلی تفریحی پٹی بنانے کا منصوبہ ہے جس میں نائٹ کلب، پارک، تھیٹر، گالف کورس، گرم چشموں والے ہوٹل، واٹر سپورٹس اور دیگر سمندری تفریحات شامل ہیں۔ یہ تفریحی پٹی کیٹی بندر سے شروع ہو کر جیوانی تک جائے گی جو کہ ایران کے بارڈر کے ساتھ پاکستان کی آخری آبادی ہے[38]۔

---

[37] Exclusive: CPEC master plan revealed, Dawn, May 15th 2016

[38] Ibid.

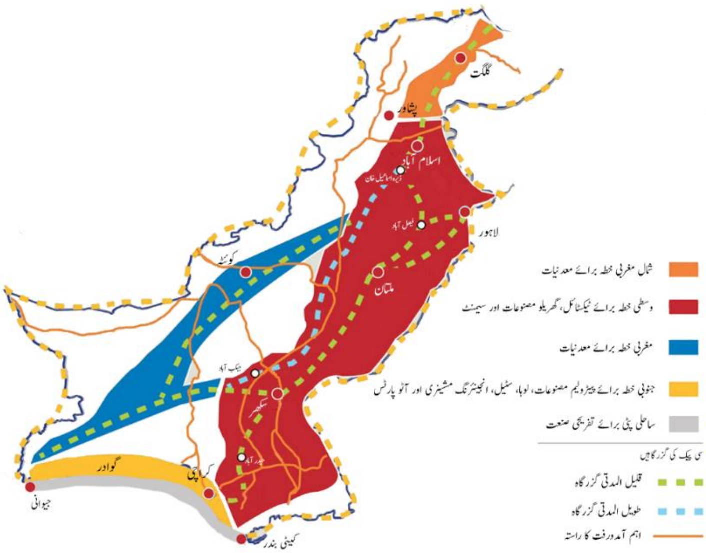

مواصلات کا نظام

سی پیک کے معاہدے میں سب سے زیادہ ترجیح جن امور کو دی گئی ہے ان میں سے ایک پاکستان اور چین کے درمیان فائبر آپٹک کیبل بچھانے کے منصوبے بھی شامل ہیں۔ اس میں خنجراب سے اسلام آباد تک ایک فائبر آپٹک کیبل بچھانے کا منصوبہ شامل ہے۔ اس کے علاوہ زیر سمندر کیبل کے لئے گوادر میں ایک زمینی مرکز بنانے کا منصوبہ بھی شامل ہے جسے سکھر کے ساتھ جوڑا جائے گا جہاں سے کراچی اور گوادر دونوں طرف سے آنے والی فائبر آپٹک کو اسلام آباد اور دیگر بڑے شہروں سے جوڑ دیا جائے گا[39]۔

زیر سمندر کیبل کے لئے نئے زمینی مرکز کو بنانے سے پاکستان کو اضافی انٹرنیٹ بینڈوڈتھ (Internet Bandwidth) ملے گی جسے بین الاقوامی ڈیجیٹل ٹی وی کی نشریات کو چلانے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ معاہدے کے مطابق اس کی مدد سے اور چین تک فائبر آپٹک کیبل بچھانے سے چین پورے پاکستان میں اپنی نشریات چلا سکے گا جس سے پاکستان میں چینی ثقافت کو ترویج دینے میں مدد ملے گی[40]۔

---

[39] PM inaugurates Pakistan-China Fiber Optic project, The News, May 19 2016

[40] Exclusive: CPEC master plan revealed, Dawn, May 15 2016

سرویلنس کا نظام

سی پیک معاہدے میں "سیف سٹی پراجیکٹ" کے نام سے ایک منصوبہ بھی شامل ہے۔ اس کے تحت اہم شاہراہوں، حساس مقامات اور مصروف جگہوں پر آلات اور کیمرے نصب کیے جائیں گے۔ جن کی چوبیس گھنٹے ویڈیو مانیٹرنگ کی جائے گی۔ تمام جگہوں پر نصب ان آلات کی نگرانی ایک مرکزی کمانڈ سنٹر سے کی جائے گی[41]۔

آغاز میں "سیف سٹی پراجیکٹ" کا منصوبہ پشاور سے شروع کرنے کا طے پایا تھا لیکن پھر اسے منسوخ کر دیا گیا۔ اب پشاور کی بجائے اس کے تحت اسلام آباد اور لاہور میں کیمرے اور آلات نصب کر دیے گئے ہیں۔ اور "سیف سٹی پراجیکٹ" کے منصوبے کا کام ان دو شہروں میں تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور اب اسے دیگر شہروں میں پھیلانے کی تیاری کی جارہی ہے۔

---

[41] Exclusive: CPEC master plan revealed, Dawn, May 15 2016

سی پیک کے اثرات

سی پیک معاہدے کے مختصر تعارف کے بعد ہم یہاں اس معاہدے کے اثرات کا جائزہ لیں گے۔ اس معاہدے کے اثرات اگرچہ پاکستان اور چین کے علاوہ انڈیا، افغانستان، ایران، وسطی ایشیائی ریاستوں، متحدہ عرب امارات اور امریکہ سمیت بہت سے ملکوں پر پڑتے ہیں لیکن یہ سب یہاں ہمارا موضوع نہیں ہیں۔ یہاں ہم اس معاہدے کے چین اور پاکستان پر اثرات کا ہی جائزہ لیں گے۔

چین پر اثرات

سی پیک کے منصوبے کو چین اپنی بیلٹ اینڈ روڈ حکمت عملی کے لئے کلیدی منصوبہ قرار دیتا ہے۔ اور اسے اپنی شاہراہ ریشم کی اقتصادی پٹی اور بحری شاہراہ ریشم کے درمیان رابطے کا منصوبہ بھی قرار دیتا ہے۔ اسی لئے یہ منصوبہ چین کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہاں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ چین اس منصوبے کے ذریعے سے کیا معاشی اور سیاسی فوائد حاصل کرنا چاہتا ہے۔۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی جائزہ لیں گے کہ اس منصوبے سے چین، سی پیک کے مرکز، صوبہ سنکیانگ، جو کہ اصل میں مقبوضہ مشرقی ترکستان ہے، اس کے مسئلے میں اپنے لئے کیا فوائد حاصل کرنا چاہتا ہے۔

معاشی اثرات

چین کے تجارتی جہاز بحیرہ جنوبی چین سے خلیج فارس تک پہنچنے کے لئے دس ہزار کلومیٹر کا سفر طے کرتے ہیں۔ جبکہ سی پیک کے ذریعے سنکیانگ کے بارڈر سے خلیج فارس تک ۳۲۱۸ کلومیٹر کا سفر بنتا ہے۔ اسی طرح چین اپنی ضرورت کا ساٹھ فیصد تیل مشرقِ وسطیٰ سے درآمد کرتا ہے اور اس تیل کا ۸۰ فیصد حصہ آبنائے ملاکہ کی گزرگاہ سے بحیرہ جنوبی چین سے ہوتا ہوا شنگھائی پہنچتا ہے، جو کہ ایک لمبا، مہنگا اور بحری قزاقوں کی موجودگی کی وجہ سے خطرناک راستہ ہے۔ اس کے علاوہ بحیرہ جنوبی چین میں مختلف جزائر اور بحری سرحدوں کے معاملے میں چین، تائیوان، ویتنام، فلپائن، برونائی، ملیشیا اور انڈونیشیا کے مابین تنازعات پائے جاتے ہیں۔ آبنائے ملاکہ سے شنگھائی تیل کی ترسیل کو ۴۵ دن لگتے ہیں جبکہ سی پیک منصوبے کے ذریعے سے یہ دورانیہ ۱۰ دن سے بھی کم رہ

جاتا ہے[42]۔اس طرح سی پیک کا منصوبہ چین کو توانائی درآمد کرنے اور اپنی مصنوعات کو نئی منڈیوں تک پہنچانے میں مدد دے گا۔

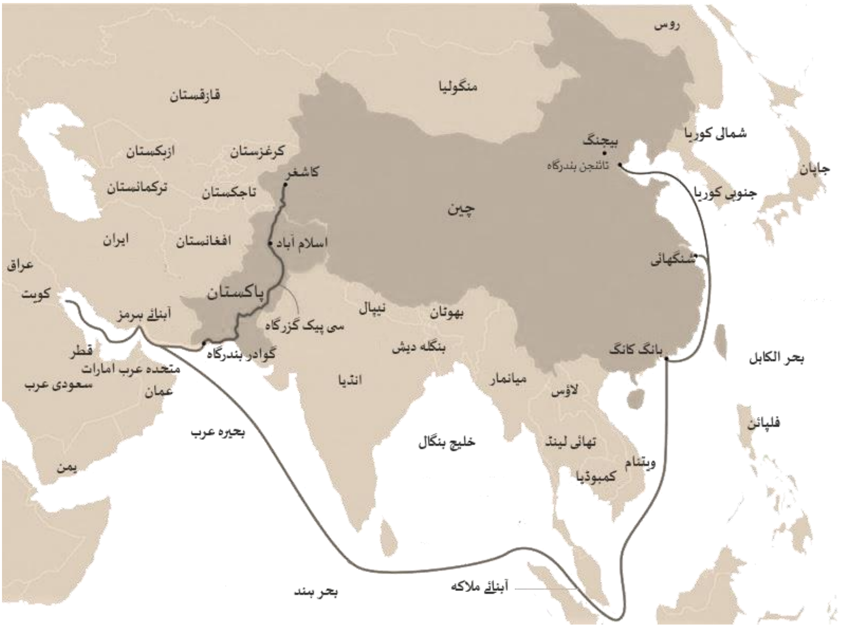

سیاسی و عسکری اثرات

سی پیک کا منصوبہ وسیع تر بیلٹ اینڈ روڈ (Belt & Road) حکمت عملی کا حصہ ہے جو کہ چین کو جنوبی، وسطی اور مغربی ایشیائی ممالک کے ساتھ قریبی تعلقات اور تعاون کی فضا قائم کرنے میں مدد دے گا۔ اس طرح سے چین کو ایشیا میں امریکی اثر ورسوخ کا مقابلہ کرنے میں مدد ملے گی۔

چین کے مقتدر طبقے کا ماننا ہے کہ امریکہ چاہتا ہے کہ چین عسکری، معاشی اور معاشرتی اعتبار سے کمزور اور

[42] Impact of CPEC on Regional and Extra-Regional Actors, Journal of Political Science (2015), GC University Lahore p28

منقسم رہے تا کہ امریکہ کی ایشیا اور افریقہ میں عسکری اجارہ داری قائم رہے[43]۔ چین اپنی وسیع تر بیلٹ اینڈ روڈ حکمت عملی کے ذریعے سے اس پورے خطے میں امریکی عسکری اجارہ داری کو ختم کرتے ہوئے اپنا اثر و رسوخ بڑھانا چاہتا ہے۔

پاکستان نے چین کو نومبر ۲۰۱۵ء میں گوادر کی بندرگاہ ۴۰ سال کے لئے ٹھیکے پر دے دی ہے[44]۔ گوادر کی بندرگاہ کا اپنے انتظام میں ہونا جہاں چین کے لئے معاشی طور پر فائدہ مند ہے کہ اسے خلیج کے ممالک تک براہ راست اور نزدیک ترین راستہ دستیاب ہو رہا ہے ساتھ ہی ساتھ چین کے لئے بہت عسکری فوائد کا باعث بھی ہے۔ چین مستقبل میں اس بندرگاہ کو اپنے عسکری بحری اڈے کے طور پر استعمال کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہے[45]۔

موجودہ صدی میں دنیا کی سیاسی و معاشی طاقت کا توازن مغرب سے مشرق کی طرف منتقل ہوتا نظر آرہا ہے۔ اور چین ایک نئی عالمی طاقت کے طور پر ابھر رہا ہے۔ اور سی پیک کا منصوبہ عالمی طاقت بننے کے چین کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

مشرقی ترکستان کے مسئلے پر اثرات

پاکستان کی سرحد سے جڑا سنکیانگ کا صوبہ جو چین میں سی پیک کا مرکز ہے کا اصل نام "مشرقی ترکستان" ہے۔ مشرقی ترکستان کا تعارف اور چین پر اس کے قبضے اور ترکستانی مسلمانوں پر چین کے مظالم کو مجلے کے ایک اور مضمون "چین دوست نہیں" میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں ہم فقط مشرقی ترکستان کے مسئلے پر سی پیک کے اثرات کا جائزہ لیں گے۔

چین کے اپنے سرکاری مؤقف کے مطابق سی پیک اقتصادی تعاون کے ساتھ ساتھ عسکری تعاون کا معاہدہ

---

[43] Impact of CPEC on Regional and Extra-Regional Actors, Journal of Political Science (2015), GC University Lahore. p29

[44] China gets 40 years management, The Express Tribune, Apr. 15, 2015

[45] Impact of CPEC on Regional and Extra-Regional Actors, Journal of Political Science (2015), GC University Lahore p31

بھی ہے اس لئے چین کے لئے سی پیک کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ایک طرف مشرقی ترکستان میں بسائے گئے "ہان" چینی باشندوں کو اقتصادی طور پر مضبوط کیا جائے تا کہ یہاں مسلمان مزید کمزور ہوں اور چینی باشندوں کا غلبہ مستحکم ہو جبکہ دوسری طرف اس معاہدے کی مدد سے مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کو پاکستان اور افغانستان کے دیندار طبقے اور مجاہدین سے ملنے والی کسی بھی قسم کی امداد کا راستہ روکا جاسکے۔ اور پاکستانی فوج کے ساتھ مل کر پاکستان میں بھی اور مشرقی ترکستان میں بھی جہادی تحریک کا خاتمہ کیا جا سکے۔ سی پیک کے معاہدے سے پہلے سے ہی پاکستانی فوج مستقل مشرقی ترکستان کے مسلمانوں اور مجاہدین کو گرفتار کر کے چین کے حوالے بھی کرتی رہی ہے اور ان پر حملے کر کے انہیں بڑی تعداد میں شہید بھی کرتی رہی ہے[46]۔

پاکستان پر اثرات

سی پیک میں شامل منصوبوں کی فہرست پر نظر دوڑائی جائے تو اس کی چمک دمک سے آنکھیں چندھیانے لگتی ہیں۔ لیکن ظاہر ہے ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔ ضروری نہیں کہ اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری اور بڑے بڑے منصوبے پاکستانی عوام کے لئے بھی اتنے ہی فائدہ مند ہوں۔ ہم یہاں سی پیک کے پاکستان کے مختلف شعبوں پر اور مجموعی طور پر ملک کے معاشی، معاشرتی اور سیاسی حالات پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لیں گے۔

معاشی اثرات

1. زراعت

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ اس شعبے سے متعلق چند بنیادی اعداد و شمار درج ذیل ہیں:

- زرعی پیداوار کے اعتبار سے پاکستان دنیا میں آٹھویں نمبر پر آتا ہے۔
- سبزیوں، موسمی پھلوں، کپاس، دودھ، گنا، گندم اور چاول کی پیداوار اور فراہمی میں پاکستان کا شمار دنیا کے سب سے بڑے ممالک میں ہوتا ہے[47]۔

---

[46] Pakistan Pounds Insurgent Hideouts, Targeting Uygur Separatists, South China Morning Post, May 24, 2014

[47] Pakistan–FAOSTAT, Food and Agriculture Organization, UNO

- پاکستان کی زرعی پیداوار کا زیادہ تر حصہ پاکستان کی مقامی پراسیسنگ کی صنعت میں استعمال ہوتا ہے۔
- سن ۲۰۰۰ء تک پاکستان کی مقامی پراسیسنگ کی صنعت سے تیار شدہ خوراکی مواد کی فروخت ایک ارب ڈالر سالانہ تھی[48]۔

سی پیک کے معاہدے کے تحت چینی کمپنیاں پاکستان میں زرعی اجناس کی پراسیسنگ کے اپنے پلانٹ لگائیں گی۔ جس کے نتیجے میں پاکستان کی تیار شدہ خوراکی مواد کی آمدن پاکستان میں رہنے کی بجائے چین کو جانا شروع ہو جائے گی۔

لیکن معاملہ فقط پراسیسنگ پلانٹ کی حد تک ہی نہیں ہے۔ بلکہ زراعت سے متعلق ہر چیز اس معاہدے کے تحت چین کے کنٹرول میں جارہی ہے۔ فصل اگانے کے لئے بیج چین فراہم کرے گا، کھاد چین فراہم کرے گا، کسانوں کو زرعی قرضے چین فراہم کرے گا، کیڑے مار ادویات چین فراہم کرے گا، حتیٰ کہ ٹریکٹر اور دیگر زرعی مشینری بھی کرائے پر چین ہی فراہم کرے گا۔ پھر یہی نہیں بلکہ کسانوں سے چینی کمپنیاں زرعی پیداوار خریدیں گی۔ چینی کمپنیوں کے گوداموں میں رکھی جائیں گی اور چینی نقل و حمل کی کمپنیوں کے ذریعے سے ہی منڈیوں تک پہنچیں گی۔ یعنی فصل اگانے سے لے کر منڈیوں تک پہنچانے کی ساری آمدن جو پہلے پاکستان میں ہی رہتی تھی اب سب کی سب چین کو جایا کرے گی۔

اس طرح سے نہ صرف پاکستان کا کسان ہر اعتبار سے چین کا محتاج ہو جائے گا بلکہ پاکستان جو ایک زرعی ملک ہے اس کی زراعت کے شعبے سے آنے والی آمدن میں بھی کمی آجائے گی اور وہ سب کی سب چین کو جارہی ہو گی۔

پھر اس پر مستزاد یہ کہ چین اپنے "نمائشی منصوبوں" کے لئے مختلف علاقوں میں وسیع زرعی کاشت کی زمین بھی حاصل کر رہا ہے۔ یعنی اس ساری زمین سے پاکستان کو پیداوار بھی کسی قسم کی نہیں ملے گی اور وہ بھی چین اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر رہا ہو گا۔

---

[48] FAS Report, Foreign Agriculture Service, United States Department of Agriculture, Nov. 2000

2. صنعت

صنعت کا معاملہ بھی زراعت سے کچھ مختلف نہیں۔ لیکن پاکستانی صنعت سی پیک سے پہلے سے ہی چین کے اثرات برداشت کر رہی ہے۔ ۲۰۰۶ء میں پاکستان اور چین کے درمیان طے پانے والے فری ٹریڈ معاہدے کی وجہ سے پاکستانی منڈیوں میں چین کی سستی مصنوعات کا سیلاب آگیا۔ یہ معاہدہ جب طے پا رہا تھا تب اسی بات کی تشہیر کی جارہی تھی کہ اس سے پاکستانی بر آمدات کو فائدہ پہنچے گا۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ واضح ہو گیا کہ اس معاہدے کی وجہ سے پاکستان کی بر آمدات کو تو کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں پہنچا لیکن چین سے پاکستان کی درآمدات پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئیں۔ اس معاہدے کے تحت پاکستان نے چینی مصنوعات کو درآمد کرنے میں ۷۵ فیصد مصنوعات پر محصول (Tariff) بالکل ختم کر دیا۔ لیکن چین نے پاکستانی مصنوعات کو اپنے ملک درآمد کرنے کے لئے صرف پانچ فیصد مصنوعات پر محصول ختم کیا۔ اس کے مقابلے میں چین نے آسیان (ASEAN[49]) ممالک کے ساتھ اسی طرح کے معاہدوں میں ان ممالک سے درآمدات میں محصول ۹۰ فیصد مصنوعات پر ختم کر دیا[50]۔ اس معاہدے کے ساتھ پاکستان میں بجلی اور گیس کے بحران نے پاکستانی صنعت کاروں کی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا اور آنے والے سالوں میں بہت سی فیکٹریاں بند ہوئیں۔ اب سی پیک کے معاہدے کے تحت چین کی مزید مصنوعات کا سیلاب پاکستان میں داخل ہو گا جو مزید پاکستانی صنعت کے لئے نقصان دہ ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں بنائے جانے والے صنعتی پارکس (Industrial Parks) میں بھی چینی کمپنیاں اپنی فیکٹریاں لگائیں گی اور پاکستانی حکومت ان کو اس کے لئے سہولیات بھی فراہم کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان کے اندر بھی پاکستانی صنعت کاروں کو چینی صنعت کاروں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔

نومبر ۲۰۱۶ء میں پاکستانی صنعت کی حفاظت اور ترقی کی تنظیم (Organization for Advancement and Safeguard of Industrial Sector) کی طرف سے بھی اس خطرے کا اظہار کیا گیا کہ سی پیک پاکستان کے لئے تب ہی فائدہ مند ہو گا جب پاکستانی صنعت کے لئے سہولیات فراہم

---

49 Association of South East Asian Nations

50 SWOT Analysis of Pakistan-China Free Trade Agreement, International Journal of Asian Social Science, AESS, Jul. 1, 2017, p48

کرتے ہوئے پاکستانی بر آمدات میں اضافہ کیا جائے۔ لیکن اس کے بر عکس چینی کمپنیوں کو سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں جبکہ پاکستانی صنعتوں کی بہتری کے لئے کسی قسم کی قانون سازی نہیں کی جارہی[51]۔ اور اگر یہی رویہ رہا تو یہ پاکستانی صنعت کی مکمل تباہی پر منتج ہو گا۔

پاکستان میں کان کنی کی صنعت میں چینی کمپنیوں کی آمد پاکستان کی نسبت چین کو زیادہ فائدہ دے گی۔ چین پاکستان سے سالانہ ۸۰ ہزار ٹن سنگ مر مر خرید تا ہے اور باقی سنگ مر مر کی بر آمدات یورپ اور یورپ میں سب سے زیادہ اٹلی کو کی جاتی ہے۔ چین سی پیک معاہدے کے تحت پاکستان میں سنگ مر مر اور گرینائٹ کے ۱۲ پلانٹ لگائے گا۔ ان پلانٹس کی وجہ سے سنگ مر مر اور گرینائٹ نکالنے کا معاوضہ جو پہلے پاکستان کے اندر ہی مقامی کمپنیوں کو جاتا تھا وہ اب چین کو جائے گا۔ اور چین کو سنگ مر مر اور گرینائٹ کی درآمدات سستی پڑیں گی جبکہ پاکستان کی سنگ مر مر اور گرینائٹ کی بر آمدات کی آمدن میں کمی آئے گی۔

یہی معاملہ سیمنٹ کی صنعت کے ساتھ ہے۔ پاکستان سیمنٹ کی پیداوار میں دنیا میں تیرہویں نمبر پر آتا ہے اور ۲۰۱۴ء تک پاکستان کی تین کروڑ بیس لاکھ میٹرک ٹن سالانہ سیمنٹ کی پیداوار تھی[52]۔ چین نے اپنی سیمنٹ کی فیکٹریوں کے لئے چار ایسے علاقے منتخب کیے ہیں جہاں سب سے زیادہ سیمنٹ کے لئے خام مواد کے ذخائر ہیں یعنی داؤد خیل، خوشاب، عیسیٰ خیل اور میانوالی۔ اس طرح پاکستان کی سیمنٹ کی صنعت کے ساتھ بھی وہی کچھ ہو گا جو سنگ مر مر اور گرینائٹ کی صنعت کے ساتھ ہو گا۔ سیمنٹ کی آمدن جو پہلے پاکستانی کمپنیوں کے پاس رہتی تھی اور آمدن کی رقم پاکستان میں ہی گردش کرتی تھی اب پاکستان کی بجائے چین کو جائے گی۔ اور پاکستان کی اپنی سیمنٹ کی فیکٹریاں آخر کار چینی کمپنیوں کا مقابلہ نہ کرنے کی وجہ سے بند ہو جائیں گی۔

سی پیک کے معاہدے کے صنعتی شعبے میں سب سے زیادہ اثرات پاکستانی ٹیکسٹائل کی صنعت پر پڑیں گے۔ اس صنعت سے متعلق چند بنیادی اعداد و شمار درج ذیل ہیں:

- پاکستان ٹیکسٹائل کا دنیا کا آٹھواں بڑا ایکسپورٹر ہے۔

---

[51] CPEC posing challenges to domestic industry, DAWN, Nov. 12, 2016

[52] U.S. Geological Survey, Mineral Commodity Summaries – Cement, 2013-14

- پاکستان کی بر آمدات کا ۷۵ فیصد حصہ ٹیکسٹائل کی صنعت سے منسلک ہے۔
- پاکستان کے محنت کش طبقے کا ۴۵ فیصد ٹیکسٹائل کی صنعت سے جڑا ہے[53]۔
- امریکہ کی گارمنٹس کی کل درآمدات کا دس فیصد پاکستان سے حاصل ہوتا ہے[54]۔

سی پیک معاہدے میں چین کی زیادہ توجہ دھاگے اور خام کپڑے کی پیداوار پر ہے۔ معاہدے کے مطابق چونکہ چین کے صوبے سنکیانگ میں پہلے سے ہی ٹیکسٹائل اور گارمنٹس کی انڈسٹری بڑے پیمانے پر موجود ہے جو بڑی مقدار میں پیداوار دے رہی ہے اس لئے چین کی ضرورت فقط خام مال کی حد تک ہے[55]۔ اس لئے چین پاکستان میں دھاگا اور خام کپڑا بنانے والی فیکٹریاں لگائے گا۔ پھر یہاں سے دھاگا اور خام کپڑا اپنے ملک لے کر جائے گا جہاں سے تیار گارمنٹس پاکستان میں بر آمد کرے گا۔ اس وجہ سے پاکستان کی گارمنٹس کی بر آمدات کو شدید نقصان پہنچے گا۔ دھاگہ اور خام کپڑا بھی چین سستے داموں اپنے ملک درآمد کرے گا جبکہ بدلے میں پاکستان جو اب تک خود گارمنٹس کو بر آمد کر رہا تھا، اب بر آمد کرنے کی بجائے چین سے درآمد کرے گا۔

3. توانائی

سی پیک کے معاہدے میں سب سے زیادہ حصہ توانائی کے منصوبوں کا ہے اور مسلم لیگ (ن) کی حکومت اپنے دور اقتدار میں سب سے زیادہ چرچہ سی پیک منصوبے میں اسی عنصر کا کر رہی ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے پاکستان میں جاری توانائی کے بحران کی وجہ سے سابقہ حکومت پوری طرح سے سی پیک کے توانائی کے منصوبوں سے فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔ معاہدے میں جلدی مکمل ہونے والے (Early Harvest) منصوبوں میں زیادہ تر بجلی پیدا کرنے کے منصوبے ہیں اور ان میں بھی زیادہ تر ۲۰۱۸ء تک مکمل ہونے تھے۔ سابقہ حکومت کی طرف سے معاہدے میں اس حصے پر زیادہ توجہ اس لئے بھی دی گئی کہ ۲۰۱۸ کے انتخابات سے پہلے پہلے پاکستان میں یہ بجلی بنانے والی کمپنیاں کام شروع کر دیں اور پاکستان کے توانائی کے بحران میں خاطر خواہ کمی واقع ہو جائے

---

[53] Statistics on textile industry in Pakistan, The Express Tribune

[54] Economy of Pakistan, Wikipedia English

[55] Exclusive: CPEC master plan revealed, Dawn, May 15th 2016

تا کہ ۲۰۱۸ کے انتخابات میں سابقہ حکومتی پارٹی اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

لیکن بجلی کی کمی پوری ہونے سے پاکستان کی خوشحالی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ خاص طور پر جب پاکستانی صنعتیں چینی صنعتی سیلاب کا مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے ختم ہو رہی ہوں تب بجلی کا فائدہ فقط اتنا ہی ہو گا کہ عوام سکون سے گھروں میں بیٹھ کر خود کو ٹھنڈا رکھیں اور سڑکوں پر نہ آئیں۔ لیکن یہ فائدہ بھی زیادہ عرصے کے لئے شاید نہ حاصل ہو سکے۔ پاکستان میں بجلی کے نرخ پہلے ہی آسمان سے باتیں کر رہے ہیں ایسے میں چینی کمپنیوں سے بجلی خریدنے سے ان نرخوں میں مزید اضافہ ہو گا جو عوام کو ہی بھگتنا پڑے گا۔ اس لئے پاکستان کی بجلی کی ضرورت اگرچہ پوری ہو جائے گی لیکن اس کی بھاری قیمت بھی غریب عوام کو ہی بھرنی پڑے گی۔ سی پیک معاہدے کے تحت پاکستانی حکومت پابند ہے کہ ان بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں سے اگلے تیس سال تک بجلی خریدتی رہے چاہے پاکستان کو بجلی خریدنے کی ضرورت ہو یا نہ ہو[56]۔ اس سے حکومت کو تو اگرچہ کیا فرق پڑے گا لیکن عوام چاہیں یا نہ چاہیں اگلے تیس سال تک ہر حال میں انہیں بجلی کے اضافی نرخ بھرنے ہوں گے۔

ماضی میں بجلی کے بحران کی وجوہات میں ایک وجہ یہ بھی رہی ہے کہ حکومت بجلی پیدا کرنے والی نجی کمپنیوں کو ادائیگیاں نہیں کر پائی جس کی وجہ سے بجلی کی سپلائی رک گئی۔ لیکن اس معاہدے میں چین نے یہ یقین دہانی بھی حاصل کی ہے کہ بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کو ہر حال میں مستقل ادائیگیاں بغیر ناغے کے ہوتی رہیں۔ اس کے لئے معاہدے کے مطابق پاکستانی حکومت علیحدہ سے فنڈ رکھے گی تا کہ وقت پر کمپنیوں کو ادائیگیاں ممکن ہو سکیں۔ یہ فنڈ بھی یقیناً پاکستانی حکومت اپنی مظلوم عوام پر بھاری ٹیکس عائد کر کے پورا کرے گی۔

اس کے علاوہ اہم بات یہ ہے کہ پاکستان میں جتنی بھی نجی کمپنیاں پاور پلانٹ لگانے کے لئے چین سے قرضہ لیں گی پاکستانی حکومت ان کی ضمانت (Sovereign Guarantees) دے گی۔ ان نجی کمپنیوں میں تقریباً تمام ہی چین سے تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی ”چینی کمپنیاں“ جو پاکستان میں پاور پلانٹ لگانے کے لئے ”چینی بنکوں“

---

56 CPEC – A “game-changer” or another “East India Company”, Abdul Khaliq, CADTM, 21 Mar 2017

سے قرضہ لیں گی اگر وہ یہ قرضہ ادا کرنے میں ناکام رہیں تو یہ قرضہ پاکستانی حکومت کو ادا کرنا پڑے گا۔[57]

پاکستانی حکومت کی طرف سے یہ دعویٰ بھی کیا جارہا تھا کہ یہ نجی کمپنیاں جب باہر سے مشینری درآمد کریں گی تو اس سے بیرونی سرمایہ کاری پاکستان میں آئے گی۔ لیکن پاکستان کی بندرگاہوں پر ان نجی کمپنیوں کی مشینری تو پہنچ رہی ہے لیکن بیرونی سرمایہ کاری کا کوئی نام ونشان نہیں، اس لئے کہ ادائیگیاں پاکستان سے نہیں ہو رہیں جس کی وجہ سے بیرونی سرمایہ کاری بھی پاکستان میں نہیں آرہی۔[58]

ان بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں میں زیادہ تر کوئلے سے بجلی پیدا کر رہی ہیں اس میں جو پلانٹ تھر میں لگائے گئے ہیں وہ تو تھر میں موجود کوئلے کو استعمال کر رہے ہیں لیکن جو پلانٹ پنڈ دادن خان میں اور ساہیوال میں لگے ہیں ان کا معاملہ مختلف ہے۔ ان پلانٹ لگانے والی کمپنیوں کے مطابق پنڈ دادن خان میں کوئلے کی کان لگائی جانی تھی لیکن وہاں سے جو توقع تھی اس طرح کوئلہ نہیں مل رہا اور تھر میں کوئلے کی کانوں کی صورتحال غیر مناسب ہے اور وہاں سے کوئلہ لانے میں اخراجات بھی زیادہ لگیں گے، اس لئے یہ کمپنیاں پاکستانی کوئلہ استعمال کرنے کی بجائے کوئلہ بھی چین سے منگوانا چاہ رہی ہیں۔ اس کے علاوہ گوادر کے پاور پلانٹ کی بابت تو معاہدے میں ہی طے ہے کہ وہ کوئلہ چین سے درآمد کرے گا۔ یعنی پاکستان کو اپنے کوئلے کے ذخائر ہونے کے باوجود چین سے کوئلہ بھی درآمد کرنا ہوگا جو نتیجتاً بجلی کے نرخوں میں مزید اضافے کا باعث بنے گا۔

4. سیکیورٹی اخراجات

سی پیک کے منصوبے کی حفاظت کے لے پاکستانی فوج نے ایک سپیشل سیکیورٹی ڈویژن بنائی ہے جس میں نو فوجی بٹالین اور سول آرمڈ فورسز کے چھ ونگ شامل ہیں۔ اس سیکیورٹی فورس نے کام شروع کر دیا ہے جس کے تحت ۹ ہزار فوجی اور چھے ہزار سول سیکیورٹی اہلکار تعینات کر دیے گئے ہیں۔ لیکن سی پیک کے منصوبے کی سیکیورٹی کے لئے یہ واحد فورس نہیں ہے بلکہ اس طرح کی دیگر فورسز بنانے کا بھی منصوبہ ہے۔ حکومت کے دو علیحدہ منصوبوں میں سے ایک منصوبے کے تحت ۲۲ اضافی سول سیکیورٹی کے ونگ تیار کیے گئے ہیں جن پر

[57] CPEC sovereign guarantees may not augur well for budget, Business Recorder, Mar 1st 2017

[58] Mystery of CPEC Payments, Khurram Husain, Dawn, Apr. 6th 2017

لاگت تقریباً ساڑھے سات ارب روپے تک آئی ہے۔ جب کہ دوسرے منصوبے کے تحت چھے اضافی سول سیکیورٹی کے ونگ تیار کیے گئے ہیں جن پر اڑھائی ارب روپے کی لاگت آئی ہے۔ اس کے علاوہ گوادر کی سیکیورٹی فورس علیحدہ ہے جس کی کمان ایک بریگیڈیر کے پاس ہے۔[59]

سی پیک کی سیکیورٹی کے لئے تیار کی جانے والی اس تمام فورس پر آنے والے اخراجات سی پیک سے ادا نہیں کیے جائیں گے بلکہ یہ پاکستانی حکومت ادا کرے گی۔ ایک اندازے کے مطابق سی پیک کے لئے بنائی گئی سیکیورٹی فورس پر اب تک سترہ ارب روپے خرچہ آ چکا ہے۔ نیپرا (National Electric Power Regulatory Authority) کے مطابق سی پیک پر سالانہ سیکیورٹی اخراجات کو بجلی کے نرخوں میں شامل کیا جائے گا اور بجلی کے بلوں کے ذریعے سے انہیں پورا کیا جائے گا۔ یعنی سی پیک کے منصوبوں اور ان سے جڑے چینی باشندوں کی حفاظت کے سارے اخراجات بھی بجلی کے بلوں کے ذریعے سے غریب عوام ہی بھریں گے۔ حکومت پہلے ہی اپنے مجموعی قرضوں پر لگے سود کی ادائیگی، اور بجٹ میں خسارے کو پورا کرنے جیسے اخراجات کے لئے بجلی کے بلوں میں 4.7 روپے فی یونٹ اضافی سرچارج عوام سے لے رہی ہے[60]۔ چین ابھی بھی موجودہ سیکیورٹی کے انتظامات سے ناخوش ہے۔ خاص کر فروری ۲۰۱۸ء میں کراچی میں چینی شپنگ کمپنی کے مینجنگ ڈائریکٹر کی ٹارگٹ کلنگ کے واقعہ کے بعد چین سیکیورٹی میں مزید اضافے کا خواہش مند ہے[61]۔ اس سیکیورٹی میں مزید اضافے سے سیکیورٹی اخراجات میں بھی مزید اضافہ ہو گا اور حسب معمول وہ بھی غریب عوام سے ہی پورا کیا جائے گا۔

5. نوکریاں

سی پیک معاہدے کے متعلق جس چیز کی سب سے زیادہ تشہیر سرکاری اداروں اور سی پیک کے حامی طبقے کی طرف سے کی جارہی ہے وہ یہ کہ اس سے پاکستان میں ۷ لاکھ براہ راست نئی نوکریوں کے مواقع پیدا ہوں گے۔

---

[59] Hidden costs of CPEC, Khurram Husain, Dawn, Sep. 29^{th} 2016

[60] Power consumers to pay security cost of CPEC projects, Khaleeq Kiani, DAWN, Aug. 05, 2017

[61] Karachi murder raises red flag on China's $50 billion projects, Bloomberg, Feb. 13, 2018

لیکن سوال یہ ہے کہ اُن کا کیا ہو گا جو سی پیک کی وجہ سے بے روز گار ہوں گے؟ پاکستان کے کل محنت کش طبقے کا چالیس فیصد صنعتی شعبے سے منسلک ہے۔ سی پیک معاہدے سے جو پاکستانی صنعتوں کو نقصان پہنچے گا اس میں اس شعبے سے منسلک محنت کش طبقے میں سے بڑی تعداد بے روز گار ہو گی۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو سی پیک کا معاہدہ اتنی نئی نوکریاں پیدا نہیں کر رہا جتنی زیادہ بے روز گاری پیدا کرے گا۔

لیکن جو سات لاکھ نئی نوکریاں پیدا ہو بھی رہی ہیں ان کو حاصل کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ نوکری حاصل کرنے والا فرد چینی زبان بولنا جانتا ہو ورنہ نوکری نہیں ملے گی۔ نوکریاں بھی نچلی سطح کی ہی ہوں گی۔ کیونکہ سی پیک معاہدے کے تحت جو چینی کمپنیاں پاکستان میں کام کریں گی ان کی مینجمنٹ لیول کی افرادی قوت چین سے ہی آ رہی ہے جبکہ پاکستان سے انہیں محنت کش طبقہ ہی چاہئے۔ پاکستان بننے سے پہلے سے ہمیں انگریزی کا غلام بنا دیا گیا اور یہی غلامی ورثے میں ساتھ پاکستان بننے کے بعد بھی ہم پر مسلط کر دی گئی۔ لیکن اس غلامی اور انگریزی سے حد درجہ مرعوبیت کے باوجود پاکستان کا زیادہ تر طبقہ کبھی بھی انگریزی بول چال صحیح طرح نہیں سیکھ پایا۔ انگریزی کو سرکاری زبان قرار دیے جانے کے باوجود کبھی بھی اداروں میں انگریزی بولنا کام کرنے والوں کے لئے لازمی نہیں قرار دیا گیا۔ اور یہ انگریزی زبان ہے جس سے ایک صدی سے تعلق ہے جبکہ چینی ایک بالکل نئی زبان ہے اور حکومت چاہ رہی ہے کہ پاکستان کا محنت کش طبقہ اپنی روزی روٹی کمانے کو چھوڑ کر چینی زبان کو سیکھنے پر توجہ دے جس کے باقاعدہ حروف تہجی تک نہیں ہیں، تاکہ اسے ان سات لاکھ نوکریوں میں سے کوئی ملنے کی امید بن سکے۔ اگر سی پیک کا معاہدہ پاکستان کے محنت کش طبقے میں اتنے بڑے پیمانے پر بیروز گاری نہ بھی پیدا کر رہا ہوتا تو پھر بھی یہ چینی زبان لازمی سیکھنے کا واحد امر ہی اس بات کی دلیل کے لئے کافی ہے کہ سی پیک نئی نوکریوں کا ذریعہ نہیں بلکہ پاکستان کے محنت کش طبقے کے استحصال کا ذریعہ ہے۔

6. ٹیکس آمدن

گوادر میں دو ہزار دو سو بیاسی ایکڑ کے رقبے کو فری ٹریڈ زون قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ علاقہ گوادر کی بندر گاہ کے ساتھ ۴۳ سال کے لئے چین کو ٹھیکے پر دے دیا گیا ہے۔ اس علاقے میں کام کرنے والی تمام کمپنیوں کو جو زیادہ تر چینی ہی ہوں گی ہر طرح کا ٹیکس معاف ہو گا۔ اس میں کسٹم ٹیکس، صوبائی اور وفاقی ٹیکس مستقل طور پر

معاف ہوں گے، ایکسائز، سیلز اور انکم ٹیکس اگلے تیئیس (۲۳) سال کے لئے معاف ہوں گے جبکہ گوادر میں کام کرنے والی کمپنیوں کو گوادر کی بندرگاہ کے ذریعے سے سامان، مشینری، اور آلات وغیرہ درآمد کرنے پر چالیس سال تک کے لئے ٹیکس معاف ہوں گے۔

اس کے علاوہ اورنج لائن ٹرین منصوبے اور تھرپاور پلانٹ کے منصوبوں کے لئے بھی درآمدات پر کسٹم ڈیوٹی معاف کر دی گئی ہے۔ اور چینی بنکوں کی قرضے دینے کی مد میں آمدن اور منافع کمانے پر انکم ٹیکس بھی اگلے ۲۳ سال کے لئے معاف کر دیا گیا ہے۔

حکومت کا کہنا ہے کہ ان ٹیکس معافیوں کی وجہ سے ملکی معیشت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا حالانکہ ان ٹیکس معافیوں کی وجہ سے چینی کمپنیوں کو مقامی کمپنیوں پر امتیاز اور ترجیح حاصل ہو رہی ہے جو ملکی صنعت کو تباہ کرنے کا باعث ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر یہ ٹیکس معاف نہ کئے جاتے تو ایک کھرب پچاس ارب روپے تک کی ٹیکس رقم ملکی خزانے میں شامل ہوتی، جو اب ان ٹیکس معافیوں کی وجہ سے ملکی خزانے میں نہیں آ سکے گی۔[62]

7. قرضے

سی پیک کے معاہدے سے متعلق جہاں یہ تشہیر کی جاتی ہے کہ اس کے ذریعے سے پاکستان میں اکسٹھ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی جا رہی ہے تو اس شور میں یہ بات ذہن سے شاید کچھ محو ہو جاتی ہے کہ یہ ڈالر مفت میں نہیں مل رہے بلکہ یہ قرضہ ہے۔ ایسا کہنے پر حکومت کا جواب ہوتا ہے کہ ان قرضوں کی شرح سود بہت کم ہے۔ چاہے شرح سود ان قرضوں کی کم بھی ہو پھر بھی یہ رہیں گے تو قرضے ہی اور ان کی ادائیگی بھی کرنا ہی ہو گی۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے اقتدار سنبھالنے کے بعد بہت کھل کر قرضے لیے[63]۔ سابقہ حکومت کی آغاز سے ہی یہ پالیسی رہی کہ بے دھڑک قرضے لے کر شاہ خرچیاں کی جائیں اور سہانے خواب دکھا کر اپنے ووٹروں کو خوش رکھا جائے۔ سابقہ حکومت نے اپنے پہلے ساڑھے تین سال کے عرصے میں چونتیس ارب ساٹھ کروڑ ڈالر کے بیرونی قرضے لئے۔ جون ۲۰۱۳ء میں جب مسلم لیگ (ن) حکومت میں آئی تب ملک کے مجموعی

---

[62] Tax breaks for Chinese won't hit economy: govt, Khaleeq Kiani, DAWN, Apr. 25, 2017

[63] تحریک انصاف کی حکومت اقتدار میں آتے ہی اپنے ”یوٹرن“ کے بعد اب اسی ڈگر پر چل رہی ہے۔

قرضے ۱۴۶ کھرب روپے تھے۔ جبکہ ۲۰۱۷ء کے آغاز تک یہ رقم ۲۰۲ کھرب ۲۷ ارب روپے تک پہنچ گئی۔ یعنی ساڑھے تین سال میں ۵۷ کھرب روپے کے اضافی قرضے۔ یا دوسرے لفظوں میں حکومت نے پاکستان کے کل قرضوں میں ساڑھے تین سال کے اندر چالیس فیصد اضافہ کر دیا[64]۔

آئی ایم ایف نے بھی اپنی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ سی پیک کے معاہدے کی وجہ سے ۲۰۲۰ء تک پاکستان کی درآمدات میں ۱۱ فیصد تک اضافہ ہو گا جبکہ برآمدات میں دو عشاریہ دو فیصد اضافہ ہو گا۔ اس کی وجہ سے پاکستان کی ادائیگیوں کے لئے مالی ضروریات[65] میں ساٹھ فیصد تک اضافہ ہو جائے گا۔ پاکستانی حکومت کی قرضوں کی مد میں مالی ضروریات ۲۰۱۶ء میں گیارہ ارب ڈالر تک پہنچ گئی تھیں۔ یعنی پاکستانی حکومت کو سالانہ گیارہ ارب ڈالر کی لازمی ادائیگیاں کرنی ہوں گی۔ مالی ضروریات کی یہ رقم ۲۰۲۰ء تک بڑھ کر ۱۷ ارب پچاس کروڑ ڈالر تک پہنچ جائے گی[66]۔ سی پیک کی وجہ سے پاکستان کے مجموعی بیرونی قرضوں کی رقم جنوری ۲۰۱۸ء تک اٹھاسی ارب نواسی کروڑ دس لاکھ ڈالر تک پہنچ چکی تھی اور ۲۰۲۰ء تک ایک کھرب دس ارب ڈالر تک پہنچ جائے گی[67]۔

سی پیک سے حاصل کیے گئے ان قرضوں سے اگر کوئی فائدہ ہو گا بھی تو وہ بھی مستقبل قریب میں ممکن نہیں۔ جلدی مکمل ہونے والے (Early Harvest) منصوبوں کے تحت بھی فقط بجلی پیدا کرنے والی کمپنیاں کام شروع کر رہی ہیں۔ اس سے بجلی تو پیدا ہو گی لیکن بجلی خریدنے کی مد میں حکومت کے خرچوں میں اضافہ ہو گا لیکن آمدن کچھ نہیں حاصل ہو گی۔ نتیجتاً آئی ایم ایف سے مزید قرضے مانگنے پڑیں گے[68]۔ اسی لئے موجودہ حکومت اپنے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے پھر سے آئی ایم ایف کے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ اور آئی ایم ایف ہمیشہ سے ہی سخت شرائط پر اور زیادہ شرح سود پر قرضے دیتا ہے جس سے ملک کے اوپر نا صرف

---

[64] CPEC – A "game-changer" or another "East India Company", Abdul Khaliq, CADTM, 21 Mar 2017

[65] مالی ضروریات حکومت کو مالی سال کے دوران ادائیگیوں کے لئے درکار رقم کو کہتے ہیں۔۔ یہاں اس سے لئے گئے قرضوں پر لگنے سود کی ادائیگی مراد ہے۔

[66] IMF warns of looming CPEC bill, Khurram Hussain, DAWN, Oct. 17, 2016

[67] Pakistan Total External Debt, TradingEconomics.com

[68] Pakistan's economic fortunes now in the hands of the IMF, F.M. Shakil, Asia Times, Dec. 17, 2017

قرضوں کے بوجھ میں مزید اضافہ ہو گا بلکہ آئی ایم ایف کی سخت شرائط کی وجہ سے مہنگائی میں بھی اضافہ ہو گا اور خمیازہ غریب عوام کو بھگتنا پڑے گا۔

8. شاہراہیں اور ریلوے

سی پیک منصوبے میں شاہراہوں اور ریلوے کی بہتری کا حصہ ایسا ہے جس کی وجہ سے ملک کی خستہ حال سڑکوں اور تباہ شدہ ریلوے نظام میں بہتری آئے گی جو پاکستانی عوام کے لئے آسانی کا باعث ہو گا۔ لیکن یہ تصویر کا ایک رخ ہے۔

دوسرا رخ دیکھیں تو جب ملک کی صنعتیں ختم ہو رہی ہوں اور ملک بری طرح قرضوں میں ڈوب چکا ہو ایسے میں بہتر سڑکیں اور ریلوے ملک کی ترقی میں کیا کردار ادا کر پائیں گی؟

پھر چین تو ان شاہراہوں اور ریلوے کی بہتری کے لئے قرضے دے رہا ہے، جو ایک ہی بار کے لئے ہیں۔ اس کے بعد کی ترقی، مرمت اور حفاظت کے سارے اخراجات حکومت کو ہی بھرنے پڑیں گے۔ یعنی ان شاہراہوں اور ریلوے لائنوں سے چینی سامان خنجراب سے گوادر تک گزرے گا اور ان کے گزرنے کی وجہ سے جو مرمت کے اخراجات آئیں گے اور ان سامان رسد کے قافلوں کی حفاظت کے تمام اخراجات پاکستانی حکومت کو اٹھانے پڑیں گے۔

شاہراہوں اور ریلوے کی تعمیر اور ترقی کے معاشی کے علاوہ دیگر پہلو بھی ہیں۔

- پاکستانی فوج کے لئے اس کی دفاعی اہمیت بھی ہے۔ پاکستانی فوج کی زیادہ تر چھاؤنیاں ریلوے لائنوں کے نزدیک ہی بنی ہوتی ہیں اور پہلے سے یہ ریلوے لائنیں عسکری ساز و سامان کی ترسیل کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔
- شاہراہوں میں سی پیک کی مشرقی اور مغربی گزرگاہ فوج کے لئے دفاعی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ دونوں گزرگاہیں پاکستان کی مشرقی اور مغربی سرحد کے نزدیک سے گزرتی ہیں اس لئے ان کی بہتری سے مشرقی اور مغربی سرحد کی طرف سے کسی خطرے کی صورت میں یا کوئی اقدام کرنے کے لئے فوجی رسد زیادہ تیزی سے پہنچانا ممکن ہو گا ساتھ ہی ساتھ چینی فوج کو یا چینی فوجی ساز و سامان کو چینی مفادات کی حفاظت اور پاکستانی فوج کی مدد کے لئے تیز ترین راستہ اپناتے ہوئے پہنچنا ممکن ہو گا۔

- اگر چین واقعی پاکستان کو اپنی کالونی بنانا چاہتا ہے جس کا تجزیہ آگے کریں گے، تو پھر ان شاہراہوں اور ریلوے کی مدد سے چین کو پاکستان کے طول و عرض میں اپنا زمینی تسلط قائم کرنے میں مدد ملے گی۔

معاشرتی اثرات

چین کے لئے پاکستان میں سی پیک منصوبے پر عملدرآمد میں جو ممکنہ مسائل پیدا ہونے کے امکانات ہیں وہ پاکستان اور چین کے ثقافتی اور معاشرتی ماحول اور روایات میں زمین و آسمان کا فرق ہونے کی وجہ سے ہیں۔

اس کے علاوہ چین کا پاکستان کی ساحلی پٹی پر تفریحی صنعت کا قیام اور اس کے تحت نائٹ کلب اور دیگر حیا باختہ ساحلی تفریحی مقامات کے قیام میں پاکستان کی ثقافت، روایات اور مذہبی رجحانات حائل ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے سی پیک کے طویل المدتی منصوبے میں جہاں اس سیاحتی صنعت کا ذکر کیا گیا ہے وہاں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس سیاحتی صنعت پر کام فوری بنیادوں پر شروع نہیں ہو سکتا اس کے لئے پہلے پاکستان میں کچھ "کام" کرنے کی ضرورت ہے[69]۔

چین کا پاکستان میں فائبر آپٹک کا نظام بچھانے کی وجہ جہاں چین کے اندر اس کے مغربی خطے میں انٹرنیٹ کی ضروریات کو پورا کرنا ہے تو وہیں مذکورہ بالا دونوں مسائل کا سدباب کرنا بھی ہے۔ سی پیک کے معاہدے کے مطابق چین اس فائبر آپٹک کیبل کو استعمال کرتے ہوئے پاکستان میں اپنا ڈیجیٹل ٹی وی چلانا چاہتا ہے تاکہ چین کی اسلامی اقدار سے منافی اور فحاشی پر مبنی جدید ثقافت کو پاکستان میں فروغ دیا جا سکے تاکہ جب چینی باشندے پاکستان میں کھلے عام خنزیر، کتے، بلی، چوہے اور دیگر کریہہ جانور کھاتے ہوئے نظر آئیں، یا پاکستانی معاشرے کے اعتبار سے غیر مہذب لباس میں نظر آئیں تو پاکستانی باشندوں کو زیادہ برا نہ لگے۔ اور پھر اس طرح کی چینی ثقافت کو اس حد تک پاکستان میں فروغ دے دیا جائے کہ جب پاکستان کی ساحلی پٹی پر نائٹ کلب اور دیگر فحاشی کے اڈے اپنا کام شروع کریں تو پاکستانی عوام کے کانوں پر جوں تک نہ رینگے اور اُن کے لئے یہ کوئی غیر معمولی بات نہ ہو۔

فائبر آپٹک بچھانا اور پھر اس پر چینی نشریات چلانے میں ابھی شاید کچھ وقت لگے لیکن چینی کمپنیاں پہلے

---

[69] Exclusive: CPEC master plan revealed, Dawn, May 15th 2016

سے ہی پاکستان میں کام شروع کر چکی ہیں۔ پاکستانی عوام ان کے طور طریقوں سے مانوس ہو جائیں اور کراہیت کا اظہار نہ کریں، اس کے لئے پاکستانی ٹی وی چینلوں پر ابھی سے چینی ثقافت اور روایات کو ترویج دینا شروع کر دیا گیا ہے۔ پاکستانی ٹی وی چینلوں پر ان کے کتے اور دیگر کریہہ جانوروں کو کھانے کو بھی اب خوشنما کر کے دکھایا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستانی نجی فلم سازوں کی جانب سے ۲۰۱۷ء میں ایک فلم ”چلے تھے ساتھ“ نشر کی گئی جس میں ایک چینی اداکار کو ہیرو جبکہ ایک پاکستانی اداکارہ کو ہیروئن لیا گیا ہے۔ یہ فلم ایک غیر مسلم چینی باشندے کی ایک ”مسلمان“ پاکستانی لڑکی کے ساتھ محبت کی داستان پر مبنی ہے۔[70]

پاکستان میں دینداروں کا ایک بڑا حصہ بھی پاکستان چین دوستی کے گن گا رہا ہے اور فوج بھی اس بات کو یقینی بنا رہی ہے کہ کوئی اس کے خلاف بولنے نہ پائے۔ اس لئے چین کو اپنی ثقافت اور اپنی اقدار کے پاکستان میں فروغ میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی۔ اور اگر ہمارے دیندار طبقے نے پہلے سے ہی ہوش کے ناخن نہ لیے تو پھر پتہ تب چلے گا جب پانی سر سے بہت اوپر گزر چکا ہو گا اور پاکستان میں رہی سہی اسلامی اقدار کا بھی صفایا ہو چکا ہو گا۔

سیاسی اثرات

پاکستان میں جب سے سی پیک کے معاہدے کی تفصیلات منظر عام پر آنا شروع ہوئی ہیں تب سے ملک کے مختلف طبقوں کی طرف سے یہ صدائیں بلند ہونا شروع ہو گئی ہیں کہ چین ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح سے ایک نئی استعماری طاقت بن کر پاکستان میں آ رہا ہے۔ اور پاکستان کو اپنی کالونی بنانا چاہتا ہے۔ اب تو یہ صدائیں مقتدر حلقوں سے بھی اٹھنا شروع ہو گئی ہیں۔ اکتوبر ۲۰۱۶ء کے سینٹ کے اجلاس میں بھی اس خطرے کا اظہار کیا گیا کہ اگر قومی مفادات کا تحفظ نہ کیا گیا تو سی پیک ایک اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ اس اجلاس میں سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے منصوبہ بندی اور ترقی کے چیئر مین سینیٹر طاہر مشہدی نے کہا:

---

[70] How Pakistan is becoming China's land of opportunity, Shazia Hasan, DAWN, Jun. 4th 2017

"ایک اور ایسٹ انڈیا کمپنی افق پر ابھرتی نظر آرہی ہے، قومی مفادات کا تحفظ نہیں کیا جارہا۔ ہم پاکستان اور چین کے درمیان دوستی پر فخر کرتے ہیں لیکن ریاست کے مفادات کو اولین ترجیح پر رکھا جانا چاہیئے۔"[71]

سی پیک معاہدے کے بہت سے ایسے پہلو ہیں جو اسی سمت اشارہ کر رہے ہیں کہ چین پاکستان کو مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں لینا چاہتا ہے اور چاہے وہ اسے رسمی طور پر اپنی کالونی نہ بھی بنائے لیکن غیر رسمی طور پر اس کا درجہ چینی کالونی سے زیادہ نہیں ہو گا۔

سی پیک معاہدے کے تحت ملک گیر سطح پر جو جاسوسی کا نظام بنایا جارہا ہے اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس کے تحت نصب آلات اور کیمروں کی چوبیس گھنٹے نگرانی کی جائے گی اور انہیں ایک مرکزی کمانڈ سنٹر سے کنٹرول کیا جائے گا۔ لیکن اس منصوبے میں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ کمانڈ سنٹر کون چلارہا ہو گا؟ کس قسم کی علامات پر نظر رکھی جائے گی؟ اور ان پر ردعمل کا اظہار کون کرے گا؟ لیکن چین نے اتنا ضرور کہا ہے کہ اس جاسوسی کے نظام سے چین دو مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ایک پاکستان میں موجود چینی باشندوں کی حفاظت اور دوسرا اس بات کی یقین دہانی کہ پاکستان سے مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کو کسی قسم کی مدد نہ مل رہی ہو۔

پاکستان پہلے سے ہی ایک پولیس سٹیٹ بن چکا ہے۔ قومی سلامتی کے نام پر جدید ظلم و جبر کے قوانین کے تحت کسی بھی پاکستانی شہری کو شک کی بنیاد پر گرفتار کر کے بغیر کسی وجہ کے تین مہینے تک قید رکھا جاسکتا ہے اور اس پر ہر طرح کا تشدد روا رکھنے میں بھی انہیں کوئی روک ٹوک نہیں۔ آئے دن کسی نہ کسی پاکستانی شہری کو یا جعلی پولیس مقابلے میں یا خفیہ جیلوں میں تشدد کے بعد شہید کر کے سڑکوں پر پھینک دیا جاتا ہے۔ اب جبکہ چینی مفادات بھی اس میں شامل ہو جائیں گے اور جب اس سارے جاسوسی کے نظام کی چین خود نگرانی کرے گا جس کے ہاتھ پہلے سے ہی مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں تو اس ملک کے مسلمانوں پر ظلم و جبر کے کالے بادل مزید گہرے ہو جائیں گے۔

جاسوسی کے نظام کے علاوہ بھی درج ذیل اقدامات ایسے ہیں جو پاکستان پر چین کے مکمل کنٹرول کے

---

[71] CPEC could become another East India Company, Dawn, Oct. 18th 2016

منصوبے کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

- چینی سیاحوں کو پاکستان میں داخلے کے لئے ویزے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ لیکن یہ سہولت پاکستانی سیاحوں کو چین جانے کے لئے حاصل نہیں ہے[72]۔
- پاکستان نے نومبر ۲۰۱۵ء میں گوادر کی بندرگاہ کو ۴۳ سال کے لئے چین کے حوالے کر دیا۔
- اگست ۲۰۱۶ء میں چینی کمپنی نے کراچی الیکٹرک کمپنی کے ۶۶ فیصد شیئر خرید لئے[73] اور ۲۰۱۷ء میں اس کا انتظام سنبھال چکی ہے۔ اس میں قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ وزارت دفاع نے یہ بیچنے کی اجازت اس شرط پر دی کہ کراچی میں فوجی تنصیبات کو بلا تعطل بجلی فراہم ہونی چاہیئے[74]۔
- دسمبر ۲۰۱۶ء میں چین نے کراچی سٹاک ایکسچینج کے چالیس فیصد شیئر ۸ کروڑ پچاس لاکھ ڈالر میں خرید کر ۲۰۱۷ء میں اس کا انتظام سنبھال لیا[75]۔

یہ سب علامات نہ بھی ہوں تب بھی پاکستان چین کو اگلے تیس سالوں کے اندر ۹۰ ارب ڈالر سے زیادہ رقم ادا کرنے کا پابند ہے جس میں سی پیک کے لئے حاصل کیے گئے قرضے، اور ان پر لگا سود شامل ہے[76] لیکن وہ ضمانتیں شامل نہیں جو اگر کوئی کمپنی قرضہ ادا کرنے میں ناکام رہی تو حکومت کو بھرنی پڑیں گی۔ قرضوں کی مد میں چین کی یہ محتاجی ہی اس امر کے لئے کافی ہے کہ پاکستان چین کے اشاروں پر ناچے۔

---

[72] Exclusive: CPEC master plan revealed, Dawn, May 15th 2016

[73] Shanghai Electric to Pay $1.8 Billion for Stake in K-Electric, Dale Crofts, Bloomberg.com Aug. 30 2016

[74] Defense Ministry clears sale of K-Electric to Chinese firm, The Express Tribune, Sep. 29, 2017

[75] PSX sells 40pc stake to Chinese consortium, Dilawar Hussainm, DAWN, Dec. 23, 2016

[76] Pakistan will be paying China $90b against CPEC related projects, The Express Tribune, Mar 12, 2017

اختتامیہ

سی پیک کے معاہدے کی تفصیلات کا تجزیہ کرنے کے بعد یہ بات واضح نظر آ رہی ہے کہ پاکستانی حکومت اور فوج پاکستانی مسلمانوں کے دین اور آزادی کا سودا کر کے جس معاشی ترقی کا نعرہ لگا رہے ہیں وہ نعرہ بھی جھوٹا ہے۔ اقبال مرحوم نے تو کہا تھا کہ:

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ

لیکن یہاں تو دین اور آزادی دونوں ہاتھ سے دے کر خوشحال ہو ملت کا نعرہ لگایا جا رہا ہے اور وہ بھی جھوٹا۔ اس میں تو سراسر خسارہ ہی خسارہ ہے۔

سی پیک معاہدے کے پاکستان پر اثرات کی اتنی بھیانک تصویر سامنے آنے کے بعد فطری طور پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ پاکستانی حکمران اور فوج اس معاہدے کے ذریعے سے پاکستان کو خودکشی کے راستے پر لے کر جا رہے ہیں؟ اگر پاکستان کے حکمرانوں اور جرنیلوں کی تاریخ دیکھ لی جائے تو یہ جواب بہت آسانی سے مل جائے گا۔ ان کی یہ تاریخ رہی ہے کہ انہیں اپنے مفادات اور اقتدار سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں۔ پھر پاکستان کی جغرافیائی صورتحال بھی ایسی ہے کہ مشرق کی طرف سے پاکستانی فوج کو انڈیا سے خطرہ ہے۔ جس سے یہ فوج مشرقی پاکستان، سیاچن اور کارگل کی جنگ ہار چکی ہے اور اس کے بعد سے انڈیا عسکری اور معاشی دونوں میدانوں میں کہیں زیادہ مضبوط ہو چکا ہے اور پاکستان تو اب انڈیا کے خلاف کسی بھی قسم کا قدم اٹھانے کا سوچ بھی نہیں سکتا، اگر انڈیا نے پاکستان کے خلاف جارحانہ اقدامات اٹھائے تو پاکستان کے پاس اس کا جواب دینے کی اہلیت نہیں ہو گی۔ جبکہ دوسری طرف پاکستان کی مغربی سرحد بھی حکمرانوں اور جرنیلوں کی پالیسیوں اور فیصلوں کی وجہ سے غیر محفوظ ہو چکی ہے۔ اور پاکستانی حکمران اور فوج مغربی سرحد سے ابھرنے والے اپنے مفادات کے خلاف خطرات کا مقابلہ کرنے کی اہلیت بھی نہیں رکھتے۔ انہیں وجوہات کی بنا پر سی پیک کی مشرقی اور مغربی گزرگاہ معاشی سے زیادہ دفاعی اہمیت کی حامل ہے۔ پاکستانی فوج کے مدنظر نقطہ یہی ہے کہ سی پیک کے ذریعے سے چین کے اس حد تک مفادات پاکستان کے ساتھ وابستہ ہو جائیں کہ اگر مستقبل میں پاکستان کو مشرق یا مغرب دونوں سمتوں میں سے کسی طرف سے بھی خطرہ محسوس ہو تو چینی فوج خود اپنے جدید

اسلحے اور ساز و سامان سمیت ان گزر گاہوں کی مدد سے تیز ترین راستہ اپناتے ہوئے پاکستانی فوج کی مدد کو پہنچ جائے۔

لیکن پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ مقاصد تو چین کو فقط راہداری فراہم کرنے سے بھی حاصل ہو جانے تھے پھر کیوں اس معاہدے کے تحت پاکستان کے ہر شعبے میں چین نے اپنا عمل دخل بڑھایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ چین بہت تیزی سے اپنی پالیسیوں اور منصوبوں کی مدد سے عالمی قیادت کی طرف بڑھ رہا ہے۔ لیکن چین ماضی اور حال کی عالمی طاقتوں کی نسبت زیادہ شاطر ثابت ہو رہا ہے اور اس کی پالیسی آگے بڑھ کر عالمی قیادت سنبھالنے کی بجائے پیچھے بیٹھ کر قیادت کرنے کی ہے۔ اس سارے منصوبے میں پاکستان کی حیثیت ایک مہرے سے زیادہ نہیں۔ لیکن پاکستان مستقل طور پر ایک سیاسی انتشار کا شکار ملک ہے۔ یہ عنصر اور اس کے ساتھ ساتھ یہاں کے مسلمانوں کی دین سے محبت اور جہاد کے ساتھ عقیدت کا تعلق اور پھر بلوچستان میں جاری علیحدگی پسند تحریک کی وجہ سے چین اپنے عالمی قیادت کے منصوبے کو خطرے میں محسوس کرتا ہے۔ صرف پاکستان سے گرم پانیوں تک راہداری حاصل کر کے اور پاکستان میں چند ترقیاتی منصوبے شروع کر کے چین یہ گارنٹی حاصل نہیں کر سکتا کہ اس کے عالمی ایجنڈے پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ اس کی مثال چین کی شاہراہ ریشم کی اقتصادی پٹی میں وسطی پٹی کی ہے۔ وسطی پٹی وسطی ایشیائی ممالک اور مغربی ایشیائی ممالک (جن میں مصر کے علاوہ تمام مشرق وسطیٰ شامل ہے) سے ہو کر خلیج فارس اور بحیرہ روم تک پہنچتی ہے۔ یہ اقتصادی پٹی تاریخی شاہراہ ریشم کے اصل راستے پر ہے اور معاشی اور سیاسی اعتبار سے زیادہ فائدہ مند بھی ہے۔ لیکن پھر بھی اس پٹی کے منصوبے کو پہلے منسوخ کر دیا گیا اور وجہ اس سے منسلک ممالک میں جاری علیحدگی پسند تحریکوں اور "پیچیدہ مذہبی مسائل" بتائی گئی۔ لیکن انہی مسائل کا سامنا تو چین کو پاکستان میں بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ لیکن اپنی پوری بیلٹ اینڈ روڈ حکمت عملی کا کلیدی منصوبہ (سی پیک) اس نے پاکستان سے شروع کیا۔ یہ فرق اس لئے کہ چین کو مغربی ایشیا کے ممالک پر وہ اثر و رسوخ حاصل نہیں جو اسے پاکستان پر حاصل ہے اور سی پیک کے معاہدے کے ذریعے سے جو مزید حاصل کر سکتا ہے۔ پھر مئی ۲۰۱۷ء میں ترکی کے صدر نے بیجنگ میں ہونے والی بیلٹ اینڈ روڈ کانفرنس میں شرکت کی۔ اور اپنی طرف سے مکمل تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ اس کے بعد ترکی میں پناہ

گزین مشرقی ترکستان کے مسلمانوں پر چھاپے اور گرفتاریاں شروع ہو گئیں[77]۔ اگست ۲۰۱۷ء میں ترکی کے وزیر خارجہ نے بیان جاری کیا اور کہا کہ ترکی کے میڈیا سے تمام چین مخالف باتوں پر پابندی لگائی جا رہی ہے۔ اور کہا کہ "چین کی سکیورٹی ہماری سکیورٹی ہے"[78]۔ ان اقدامات کے نتیجے میں چین نے وسطی اقتصادی پٹی کو دوبارہ اپنی حکمت عملی میں شامل کر لیا۔ یہ اقدام بھی چین کی پاکستان کو ترجیح دینے اور اپنے کلیدی منصوبے کو پاکستان سے شروع کرنے کی وجہ کو مزید واضح کر دیتا ہے۔ پاکستان ایک عرصے سے مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کو نا صرف پاکستان میں گرفتار کرتا آ رہا ہے بلکہ انہیں بڑی تعداد میں شہید بھی کر چکا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ پاکستان کے حکمرانوں اور جرنیلوں کے لئے "ناموسِ چین" کی حفاظت تو پہلے سے ہی فرض کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ اقدام پاکستان کر رہا تھا اس لئے پاکستان ترجیحی ملک تھا۔ یہ اقدامات ترکی نہیں کر رہا تھا تو اسے منصوبے سے خارج کر دیا گیا۔ جب اس نے بھی عملی طور پر یہ اقدامات اٹھائے تو وہ بھی واپس حکمت عملی کا حصہ بن گیا۔

لیکن اگر چین کو صرف پاکستان کو لاحق بیرونی اور اندرونی خطرات سے ہی اپنے منصوبے کے لئے خطرات محسوس ہوتے تو اس مقصد کا حصول سیکیورٹی اور سرویلنس کے نظام کو اپنے ہاتھ میں لینے سے اور دفاعی معاملات میں پاکستانی فوج کو اپنا پابند کرنے سے بھی حاصل ہو سکتے تھے لیکن چین نے سی پیک معاہدے کے ذریعے سے پاکستان کی معیشت کو بھی مکمل کنٹرول اس لئے کیا کہ چین پاکستانی جرنیلوں کی تاریخ سے بھی واقف ہے کہ یہ اپنے مفادات کی خاطر اپنے آقا بدلتے رہے ہیں۔ ویسے بھی ایک مستحکم اور خوشحال پاکستان چین کے اشاروں پر اس طرح سے نہیں ناچ سکتا جس طرح سے معاشی اور عسکری طور پر چین کا محتاج پاکستان۔ اسی لئے چین ضروری سمجھتا ہے کہ اگر اس نے اپنے عالمی ایجنڈے کو پورا کرنا ہے تو پھر پاکستان کو ہمیشہ اپنا محتاج اور غلام ہی رکھے۔

سی پیک کا معاہدہ اور اس کی جزئیات پاکستان کے اہل دانش، دیندار طبقے، کاروباری طبقے حتیٰ کہ ایک عام پاکستانی کے لئے بھی لمحۂ فکریہ ہیں۔ پاکستانی حکومت اور فوج پہلے ہی دیندار طبقے کے گرد گھیرا تنگ کر رہے ہیں

---

[77] Why is Turkey so eager to be led down the Belt and Road?, Nicol Brodie, East Asia Forum, Oct. 28, 2017

[78] Turkey promises to eliminate anti-China media reports, Reuters, Aug. 2017

اور دین کے ہر شعبے میں دست درازی کی جسارت کر رہے ہیں، اگر سی پیک کے مکمل منصوبے پر عمل درآمد ہونے دیا گیا تو پاکستانی معاشرے میں جو دین سے محبت کا عنصر موجود ہے وہ بھی جاتا رہے گا اور جو کچھ بچی کھچی آزادیاں پاکستانی مسلمانوں کے پاس رہ گئی ہیں ان سے بھی ہاتھ دھونا پڑ جائے گا اور پاکستان جبر اور غلامی کے ایک نئے دور میں داخل ہو جائے گا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی جب برصغیر میں داخل ہوئی تو وہ بھی یہی دعوے اور وعدے لے کر داخل ہوئی کہ ہم تجارت کی غرض سے آرہے ہیں اور ہم معاشی ترقی لے کر آرہے ہیں۔ لیکن اُن کے آنے کے نتائج ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ برصغیر کی معیشت، سیاست، معاشرت، حتیٰ کہ دین پر بھی اس کے اثرات آج تک موجود ہیں۔ انگریزوں کی اڑھائی سو سال کی غلامی سے بھی ہم نے سبق نہیں سیکھا اور اب پھر ہم وہی غلطیاں دہرانے چلے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کا ہر طبقہ اس سازش کو سمجھے اور سی پیک کے معاہدے کے خلاف آواز بلند کرے اور اپنا اپنا کردار ادا کرے۔ پاکستان کے کاروباری طبقے کو آج اس حقیقت کا ادراک کرنا ہو گا کہ اگر سی پیک کے ذریعے آنے والے چینی معاشی سیلاب کا راستہ نہ روکا گیا تو یہ پاکستان کی صنعتوں کو ساتھ بہا لے جائے گا اور پیچھے فقط چین کی معاشی محتاجی بچے گی۔ اسی طرح پاکستان کے دیندار طبقے کو آج اس حقیقت کا ادراک کرنا ہو گا کہ سی پیک کے ذریعے سے چین کی ثقافتی یلغار کا راستہ نہ روکا گیا تو پاکستان کی اسلامی اقدار اور روایات کو ملیامیٹ کرتے ہوئے پاکستانی معاشرے میں الحادی ثقافت کا راج ہو گا۔

پاکستانی قوم آج اپنی ترقی اور بہبود کے لئے چین کی طرف دیکھ رہی ہے اور یہ خوش گمانی رکھے ہوئے ہے کہ پاکستانی فوج چین کی مدد سے پاکستان کو ترقی اور خوشحالی کے راستے پر لے جائے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم دوستی اور دشمنی کے ایمانی تقاضوں کو پھر سے زندہ کریں۔ اور اپنی ترقی اور فلاح کے لئے نہ تو کسی کافر مشرک ملک کی طرف دیکھیں اور نہ ہی اپنے ہی ملک کے منافقین اور طواغیت کی طرف۔ کیونکہ نہ تو مشرکین کبھی بھی مسلمانوں کے دوست اور خیر خواہ ہو سکتے ہیں اور نہ ہی منافقین اور طواغیت۔ اس کی بجائے اپنی فلاح کے لئے صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ کیا جائے اور اُن غیور مسلمان مجاہدین کا دست و بازو بنا جائے، انہیں مضبوط کیا جائے کہ جو ہر طرح کی سختیوں اور ضعف کے باوجود آج بھی زمانے کے فراعنہ اور طواغیت کے

خلاف بر سر پیکار ہیں۔ آج اگر ہم نے دوست اور دشمن کی صحیح طور سے پہچان نہ کی، اور اپنی ہمدردیاں، ساتھ اور تعاون صحیح پلڑے میں نہ ڈالا، حق اور اہل حق کا ساتھ دینے کی بجائے وقتی دنیاوی آسائشوں کی سعیٔ لاحاصل میں باطل اور اہل باطل کا ساتھ دینے لگے تو ہمارے اوپر اقبال مرحوم کا وہی شعر صادق آئے گا جو کبھی انہوں نے برصغیر کے لئے کہا تھا:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو تمہاری داستاں تک نہ ہو گی داستانوں میں